إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۔ عَسٰٓى أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

اللہ اکبر

قادیان

الفضل

The ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر:- غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ ایک آنہ

تار کا پتہ الفضل قادیان

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰ر

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳ر

جلد ۲۱	مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۳۴ء	یوم پنجشنبہ	۶ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ	نمبر ۱۱۳

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۲۰۔ مارچ بوقت ۵ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو کل شام حرارت ہو گئی تھی۔ مگر آج طبیعت نسبتاً اچھی ہے :۔

جناب خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ قصور اور فیروز پور کے سفر سے ۲۰۔ مارچ کو واپس تشریف لے آئے :۔

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے مولوی محمد سلیم صاحب اور مولوی محمد شریف صاحب کو بسلسلہ تبلیغ ۲۱۔ مارچ ۱۹۳۴ء کو لالہ موسیٰ روانہ کیا گیا :۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مخالفین کی بدزبانیوں اور افتراپردازیوں کے مقابلہ میں کیا کرنا چاہئیے؟

(فرمودہ ۲۳۔ مارچ ۱۹۰۲ء)

اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے دو فریق ہو گئے ہیں جس طرح ہماری جماعت شرح صدر سے اپنے آپ کو حق پر جانتی ہے۔ اسی طرح مخالف اپنے غلو میں ہر قسم کی بے حیائی اور جھوٹ کو جائز سمجھتے ہیں شیطان نے ان کے دلوں میں جما دیا ہے۔ کہ ہماری نسبت ہر قسم کا افترا اور بہتان ان کے لئے جائز ہے۔ اور نہ صرف جائز۔ بلکہ ثواب کا کام ہے۔ اس لئے اب ضروری ہے۔ کہ ہم اپنی کوششوں کو ان کے مقابلہ میں بالکل چھوڑ دیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فیصلہ پر نگاہ کریں۔ جس قدر وقت ان کی بیہودگیوں اور گالیوں کی طرف توجہ کرنے میں ضائع کریں۔ بہتر ہے۔ کہ وہی وقت استغفار اور دعاؤں کے لئے دیں ۔"

(الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۲ء)

تبلیغی رپورٹ

امریکہ میں تبلیغ اسلام

نومسلمین کی تعلیم و تربیت اور صداقت اسلام پر لیکچر

تبلیغی دورہ

خداتعالےٰ کے لطف واحسان سے عرصہ زیر رپورٹ میں اعلائے کلمۃ اللہ کے ایمان افزا مواقع میسر آئے۔ اور مختلف ذرائع سے پیغام حق پہونچایا گیا۔ گزشتہ رپورٹ تحریر کرنے کے بعد جو "الفضل" میں شائع ہو چکی ہے۔ عاجز نے ایک تبلیغی دورہ کیا۔ بعض جماعتوں کا معائنہ اس سفر کی غرض تھی۔ چنانچہ سب سے پہلے شہر انڈیانا پولس گیا۔ اور دو ہفتے قیام پذیر رہا۔ اس عرصہ میں متعدد لیکچر دیئے۔ نومسلمین میں محبت اور اتحاد کی رُوح پھونکنے کی کوشش کی گئی۔ اور ان کو تبلیغ اسلام میں زیادہ عملی دلچسپی لینے کی تلقین کی گئی۔

وہاں سے میں ڈیرائٹ گیا۔ جہاں ایک ہفتہ مقیم رہا۔ زیادہ وقت جماعت کی تعلیم وتربیت میں گزارا اس شہر میں مختلف ممالک سے آئے ہوئے بہت مسلمان رہتے ہیں۔ اور مخالفت کا بہت زور ہے۔ تاہم اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے شام کے مسلمانوں کا ایک گروہ ہماری خدمات کا بہت مداح ہے۔ اور ہم سے بہت اخلاص و عقیدت رکھتا ہے۔ احمدیت کے بالکل قریب ہے۔ یہ لوگ تبلیغ احمدیت میں بہت مدد دیتے ہیں۔ جب میں ان کے ہاں جاتا ہوں۔ تو وہ بہت مسائل دریافت کرتے ہیں۔ تاکہ دُوسروں کو تبلیغ کر سکیں۔ اس دفعہ میں ایک بھائی کے گھر گیا۔ تو سوال وجواب کا سلسلہ نصف رات تک جاری رہا۔ آخر میں ایک بہت اعلےٰ تعلیم یافتہ آدمی جو ڈاکٹر ہیں۔ کہنے لگے "میں تو پھر احمدی ہوں"۔ اللہ تعالےٰ سب کو ہدایت دے۔ اور قبول حق کی توفیق بخشے۔ ڈیرائٹ سے میں اپنے مرکز شکاگو میں واپس آیا۔ یہاں ایک ہفتہ قیام کرنے کے بعد میں مینیاپولس نامی شہر میں گیا۔ یہ شہر شکاگو سے چھ صد میل کے فاصلہ پر ہے۔ میں وہاں پہلی مرتبہ گیا۔ جہاں وائی۔ ایم۔ سی۔ اے میں ہندوستان کے متعلق میری ایک تقریر ہوئی۔ میں نے مقامی اخبارات کے نمائندوں سے ملاقات کی۔ تین روزانہ اخبارات میں اسلام اور احمدیت کے متعلق مختصر مضامین شائع ہوئے اور ایک میں میری تصویر بھی دی گئی۔ اس طرح سے ہزاروں لوگوں تک اسلام کا پیغام پہونچایا گیا۔

وہاں سے قریب ہی سینٹ پال ایک اور شہر ہے۔ جہاں شام کے مسلمانوں کا ایک طائفہ بستا ہے۔ میں نے ان لوگوں سے ملاقات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی بشارت دی۔ وہاں کچھ لوگ بہائیت کے عقائد باطلہ سے متاثر تھے۔ میں نے ایک تقریر بہائیت کی تردید میں کی جس سے بعض عمر رسیدہ مسلمان بہت خوش ہوئے۔

شکاگو میں لیکچر

شکاگو میں اعلےٰ تعلیم یافتہ لوگوں میں متعدد لیکچر نہ پہلے سے مقرر تھے ان سب کی تفصیل لکھنا موجب طوالت ہوگا۔ نہایت اختصار کے ساتھ بعض تقریروں کی کیفیت تحریر کرتا ہوں۔ The seven Art Club نامی ایک آزاد خیال طبقہ کے لوگوں میں اسلام کے متعلق تقریر ہوئی۔ اس کلب کے سکرٹری نے مجھے بعد میں خط میں لکھا۔ کہ:-

"Never before I received so many favourable remarks of any lecture"

یعنی اس سے قبل کسی تقریر کے متعلق اتنے عمدہ ریمارکس حاصل نہیں ہوئے۔ ایک تقریر ایک اور چرچ میں ہوئی۔ سامعین بہت محظوظ ہوتے۔ تقریر کے بعد بہتوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ کہ ہمیں اسلام کے عقائد سے اتفاق ہے ان عقائد کا ہم انکار نہیں کرسکتے۔ پھر پادریوں کے ایک کلب میں متواتر تین ہفتے تین لیکچر ز ہوئے تقاریر شکاگو کے ایک مشہور چرچ The Chicago Temple میں ہوئیں۔ پہلی تقریر عقائد اسلام پر تھی جس کا بہت گہرا اثر ہوا۔ دُوسری تقریر ان لوگوں کی درخواست پر سلسلہ احمدیہ کے عقائد خصوصی پر کی گئی۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ پیش کیا۔ اور یہ بیان کیا کہ حضرت مسیح ناصری صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور وُہ کشمیر میں مدفون ہیں۔ اس تقریر سے بعض پادری میرے بہت مخالف ہوگئے۔ اور مناظرہ شروع کر دیا۔ میں نے خدا کے فضل سے ان کو مسکت جواب دیا۔ اگلے ہفتہ اسی کلب میں تیسری تقریر ہُوئی۔ موضوع تقریر کا "دنیا پر اسلام کے احسانات" تھا۔ آزاد خیال طبقہ پر اس تقریر کا بہت اچھا اثر ہُوا۔ اس عرصہ میں ایک اور تقریر کانفرنس اتحاد مذاہب کے زیر انتظام The Mizpah Temple Chicago نامی چرچ میں ہُوئی۔ مضمون زیر بحث Capital And Labour. تھا۔ دوران تقریر میں لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں۔ اور بعد میں مجھے مُبارکباد دی۔ الغرض عرصہ زیر رپورٹ میں ان تمام تقریروں کے ذریعہ بہت کثرت سے لوگوں کو اسلام واحمدیت کا پیغام پہنچانے کا موقعہ ملا۔ الحمد للہ (باقی) خاکسار مطیع الرحمن بنگالی مبلغ اسلام۔

مجلس مشاورت ۱۹۳۴ء کے متعلق اعلان

۱۴۔ جنوری ۱۹۳۴ء سے کئی دفعہ اخبار میں اعلان ہوچکا ہے۔ کہ مجلس مشاورت کا انعقاد ۳۰۔ ۳۱۔ مارچ ویکم اپریل ۱۹۳۴ء کو ہوگا۔ جماعت ہائے احمدیہ نمائندگان مشاورت کا انتخاب کرکے مجھے جلد سے جلد اطلاع دیں۔ لیکن ۱۶۔ مارچ تک صرف ۵۷ جماعتوں کی طرف سے نمائندگان کے انتخاب کی اطلاعات موصول ہُوئی ہیں۔ حالانکہ ہندوستان میں جماعتوں کی تعداد پانصد کے قریب ہے۔ ایجنڈا مشاورت ۱۹۳۴ء ۵۔ مارچ کو تمام جماعتوں کو بھجوا چکا ہوں۔ اس موقعہ پر بھی تاکید کی گئی تھی۔ کہ جماعتیں جلد از جلد بعد انتخاب نمائندگان مجھے اطلاع دیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ جس قدر جماعتوں کی طرف سے اس وقت تک اطلاعات آجانی چاہئے تھیں۔ نہیں آئیں۔ لہذا پھر اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ فوری توجہ فرمائیں۔

اطلاع دیتے وقت اس امر کا تصریحاً ذکر ہونا ضروری ہے۔ کہ فلاں صاحب کو جماعت نے باقاعدہ بعد اجلاس جماعت بطور نمائندہ منتخب کیا ہے۔

(پرائیویٹ سکرٹری)

درخواستِ دُعا

بندہ کے بھائی حافظ عبد العلی صاحب بی۔ اے سرگودہ میں سخت بیمار ہیں۔ احباب سے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار شیر علی عفی عنہ۔ از قادیان۔

الفضل کے خریدار بڑھائے جائیں

یوم التبلیغ کے متعلق محبانِ الفضل کا جو فرض تھا۔ وُہ میں عرض کر چکا۔ اب اس کے نتائج سُننے کا امیدوار ہوں۔ مجلس مشاورت کا سالانہ اجلاس اسی مہینہ میں ہوگا۔ اور ہر مقام کی جماعتیں اپنے اپنے کاموں کا محاسبہ کر رہی ہیں۔ میری گزارش ہے۔ کہ الفضل کی توسیع اشاعت بھی لٹریچر کے لئے ضروری ہے۔ سو اپنی اپنی جگہ دیکھ لیجئے۔ کہ دوراں سال میں آپنے اس بارے میں کیا کوشش کی۔ خریداروں کی تعداد جتنی پہلے تھی اتنی ہی ہے اور اخراجات آمد سے زیادہ ہیں۔ پس ضروری ہے کہ الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے ایک خاص کوشش کی جائے۔ اسی سلسلے میں یہ بھی عرض کر دوں۔ کہ اردو ریویو آف ریلیجنز کی خریداری بھی ضروری چیز ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد سب کو معلوم ہے اس کے خریدار بہت ہی کم ہیں۔ ان سب انجمنوں کو چاہیئے کہ اس رسالہ کے خریدار بننے کے لئے تمام لکھے پڑھے احمدیوں کو تحریک کریں۔ اور خواتین جماعت احمدیہ کو چاہیئے۔ کہ وُہ اپنے اخبار مصباح کے خریدار بڑھائیں تاکہ اس کے اخراجات آمد سے پُورے ہوں۔ خوب یاد رکھو۔ کہ آج کل جس جماعت کا پریس قوی ہوگا۔ وُہی ترقی پائیگی (مہتمم طبع واشاعت قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

مجلس شوریٰ ۱۹۳۴ء

ہر احمدی انجمن کے نمائندوں کی شمولیت ضروری ہے

مجلس شوریٰ کی اہمیت

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ جہاں جماعت کے لئے دینی برکات اور فیوض کے لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ وہاں مجلس شوریٰ جماعت کی تنظیم اور تربیت کے لحاظ سے بہت بڑی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ اس موقعہ پر احمدی انجمنوں کے منتخب کردہ نمائندے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی میں جماعت کی ترقی اور استحکام کے متعلق تجاویز پر غور کرتے۔ اور اپنے نئے سال کا پروگرام مرتب کرتے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ یہ کوئی معمولی کام نہیں۔ وہ جماعت جسے خدا تعالےٰ نے اپنے ایک مامور اور مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس لئے قائم کیا۔ کہ وہ تمام دنیا کو ظلمت و تاریکی سے نکالنے۔ اور اپنے خالق و مالک کے آستانہ پر جھکانے کی کوشش کرے۔ اس کی جدوجہد اور اس کے عمل کا پروگرام کوئی معمولی چیز نہیں ہو سکتا۔ اور نہ وہ معمولی غور و فکر سے تجویز کیا جا سکتا ہے۔

تائید الٰہی

اس کے لئے انسانی عقل و فکر کی انتہائی گہرائیوں کے ساتھ خدا تعالےٰ کی خاص نصرت اور تائید کی بھی ضرورت ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہمیں خلیفۂ وقت کے ذریعہ عطا کر رکھی ہے یہی وجہ ہے۔ کہ کوئی اہم سے اہم مسئلہ جب بہترین انسانی دماغوں کے ذریعہ حل نہیں ہو سکتا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ادنےٰ توجہ سے ایسا صاف ہو جاتا ہے۔ کہ اس میں کوئی الجھن باقی نہیں رہتی۔ اس طرح جب مشکلات کے پہاڑ سامنے کھڑے نظر آتے ہوں۔ ساری دنیا مخالفت پر کمربستہ دکھائی دیتی ہو۔ اور اس کے مقابلہ میں اپنی کمزوری اور بے بضاعتی ہراساں کرنے کے لئے موجود ہو۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے چند کلمات ایسی قوت اور اتنا جوش بھر دیتے ہیں۔ کہ ساری دنیا اور اس کا تمام ساز و سامان اپنے سامنے ہیچ نظر آتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ جدھر بھی رخ کرے۔ کامیابی و کامرانی اس کے قدم چومنے کے لئے منتظر کھڑی ہے۔

قابل نمائندے منتخب کرنے کی ضرورت

غرض مجلس شوریٰ کیا ہے۔ جماعت احمدیہ میں نئی زندگی اور نئی روح پیدا کرنے کا سامان ہے۔ اس پر اس کے فرائض کی اہمیت ظاہر کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور اسے کامیابی کی منزل تک پہونچنے کا رستہ بتانے کا باعث ہے۔ پس ضروری ہے۔ کہ ہر ایک احمدی انجمن اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے جس کی صورت یہی ہے۔ کہ اپنے میں سے قابل اصحاب کو اپنا نمائندہ اور اپنا قائم مقام منتخب کر کے مجلس شوریٰ میں شرکت کے لئے بھیجے۔ اور پھر ان کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی منظور فرمودہ جو تجاویز اور ارشادات اس تک پہونچیں۔ ان پر اپنی ساری قوت۔ اور ساری توجہ سے عمل کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ تجاویز خواہ کتنی اعلےٰ اور کیسی ہی مفید کیوں نہ ہوں۔ جب تک ان پر عمل نہ کیا جائے وہ کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتیں۔ بے شک مجلس مشاورت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی منظور فرمودہ تجاویز چھاپ کر بیرونی جماعتوں کو پہونچا دی جاتی ہیں۔ مگر جن حالات اور واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ تجاویز طے کی جاتی ہیں۔ اور جن امور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ روشنی ڈالتے ہیں۔ ان سے مجلس شوریٰ میں شریک ہو کر ہی آگاہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر انجمن اپنے بہترین نمائندے تجویز کر کے بھیجے اور پھر ان سے تفصیلی حالات سن کر معاملات کی تفصیلات سے آگاہی حاصل کرے۔ تاکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی منظور فرمودہ تجاویز پر پورے جوش اور سرگرمی سے عمل کر سکے۔ اور ان فرائض کو باحسن طریق ادا کرنے کے قابل ہو سکے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے کی وجہ سے خدا تعالےٰ کی طرف سے عائد ہوتے ہیں۔ پس ہر ایک انجمن کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اس کے نمائندے ضرور مجلس شوریٰ میں شریک ہوں۔

نمائندوں کا فرض

پھر جن اصحاب کو بیرونی انجمنیں اپنے نمائندے منتخب کریں۔ انہیں اپنے اہم سے اہم کاموں کو ملتوی کر کے بلکہ اپنے ذاتی کاموں کا حرج گوارا کر کے بھی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ جس سعادت کا انہیں اہل سمجھا گیا ہے۔ اس کے حصول سے محروم نہ رہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ کی نمائندگی کوئی معمولی بات نہیں بلکہ بہت بڑی اور قابل رشک سعادت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک گزشتہ مجلس شوریٰ کے موقعہ پر اس کا ذکر جن الفاظ میں فرمایا تھا۔ ان سے اس کی اہمیت بخوبی واضح ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا:-

"ہماری جماعت کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ ہماری مجلس شوریٰ کی عزت ان بنچوں اور کرسیوں کی وجہ سے نہیں ہے۔ جو یہاں بچھی ہیں بلکہ اس مقام کی وجہ سے ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے نزدیک اسے حاصل ہے۔ بھلا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت اس لباس کی وجہ سے تھی۔ جو آپ پہنتے تھے۔ آپ کی عزت اس مرتبہ کی وجہ سے تھی۔ جو خدا تعالےٰ نے آپ کو دیا تھا۔ اسی طرح آج بے شک ہماری یہ مجلس شوریٰ دنیا میں کوئی عزت نہیں رکھتی۔ مگر وقت آئے گا۔ اور ضرور آئیگا۔ جب دنیا کی بڑی بڑی پارلیمنٹوں کے ممبروں کو وہ درجہ حاصل نہ ہوگا۔ جو اس ممبری کی وجہ سے حاصل ہوگا کیونکہ اس کے ماتحت ساری دنیا کی پارلیمنٹیں آئیں گی۔ پس اس مجلس کی ممبری بہت بڑی عزت ہے۔ اور اتنی بڑی عزت ہے۔ کہ اگر بڑے سے بڑے بادشاہ کو ملتی۔ تو وہ بھی اس پر فخر کرتا۔ اور وہ وقت آئے گا۔ جب بادشاہ اس پر فخر کریں گے۔ پس ضرورت ہے کہ جماعت اس کی اہمیت کو اور زیادہ محسوس کرے"۔

اس سے بڑھ کر مجلس شوریٰ کی ممبری کی عزت و توقیر کے متعلق اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ اور جسے یہ شرف حاصل ہو۔ اس کی خوش بختی میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ پس ہر ایک احمدی انجمن کو چاہیئے کہ اس شرف کے حصول میں سرگرمی سے کام لے۔ اور ضرور اپنے نمائندے اس میں شرکت کے لئے بھیجے۔

حالات کی نزاکت

یوں تو ہر سال ہی مجلس شوریٰ میں نہایت اہم اور ضروری معاملات پیش ہوتے ہیں۔ اور گرد و پیش کے حالات ان کی اہمیت کو بہت زیادہ بڑھا دیتے ہیں۔ لیکن اب کے جن حالات میں مجلس شوریٰ منعقد ہو رہی ہے۔ وہ خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ اور اس کا اندازہ ان خطبات سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے حال میں ہی فرمائے۔ اور جن میں ان مشکلات کا ذکر کیا ہے۔ جو ان

دونوں جماعت کو در پیش ہیں۔ چنانچہ حضورؓ نے فرمایا۔

"سب بڑے اور چھوٹے اس وقت ہماری مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ احمدیت کی ابتداء میں انگریز مخالف نہ تھے۔ سوائے چند ابتدائی ایام کے جبکہ وہ مہدی کے لفظ سے گھبراتے تھے۔ مگر اب تو وہ بھی مخالف ہو رہے ہیں"

اسی سلسلہ میں حضورؓ نے فرمایا۔

"میں تو ایسا محسوس کرتا ہوں۔ کہ گویا ایک چھوٹی سی جماعت کو چاروں طرف سے ایک فوج گھیرے چلی آ رہی ہے۔ اور قریب ہے۔ کہ اس کے نکلنے کے لئے ایک انچ بھی جگہ باقی نہ رہے۔ ایک زلزلہ ہے۔ جو اگرچہ ظاہر تو نہیں ہوا۔ مگر زمین کے نیچے خوفناک آگ شعلہ زن ہے"

اس سے بڑھ کر خطرہ کی خبر دینے والے الفاظ اور کیا ہو سکتے ہیں۔ بے شک خدا تعالےٰ کے مامور کی قائم کردہ جماعت کو ایسی مشکلات کا پیش آنا کوئی نئی بات نہیں لیکن اگر پیدا ہونے والے فتنوں کو دور کرنے کی طرف توجہ نہ ہو۔ اور ان کے انسداد کے لئے کوشش نہ کی جائے۔ تو اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ جماعت کو سخت نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اور وہ امانت سخت خطرہ میں پڑ سکتی ہے جس کا ساری دنیا میں پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ ایسے خطرناک حالات میں جو مجلس شوریٰ منعقد کی جا رہی ہے۔ اسے زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانا ہر احمدی کا فرض ہے۔

جماعت احمدیہ کی کامیابی کا ذریعہ

بلاشبہ ہم دنیا کے مقابلہ میں آٹے میں نمک کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ اور ہمیں اپنی ناتوانی اور بے کسی کا پورا پورا علم ہے لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے ہمیں ایک ایسے وجود سے وابستگی کا شرف عطا کر رکھا ہے۔ جو اس کی تائید و نصرت کا مورد ہے۔ اور جس کے انفاس قدسیہ ہم میں ایسی قوت و طاقت پیدا کر سکتے ہیں۔ کہ ہر مشکل ہماری نظروں میں ہیچ ہو جاتی ہے۔ اور وہ ہمیں ایسی راہ پر چلا رہا ہے۔ کہ ہمارے لئے کامیابی اور کامرانی یقینی ہے پس جہاں دنیا جہان کی مخالفتوں سے ہم خوفزدہ نہیں ہو سکتے۔ وہاں ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کو گوش ہوش سے سنیں۔ اور ان پر پوری طاقت سے عمل کرنے کی کوشش کریں مجلس شوریٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نمائندگان جماعت احمدیہ پر یہی امر واضح کرتے ہیں کہ انہیں آئندہ کیا کرنا چاہیئے۔ اور کس طرح کرنا چاہیئے۔

امید ہے۔ کہ مختلف مقامات کی انجمن ہائے احمدیہ مجلس شوریٰ کی اہمیت کو اور موجودہ حالات کی نزاکت کو پیش نظر رکھتی ہوئی اپنے نمائندے بھیجنے کی پوری کوشش کریں گی۔ اور وہ امور جو ایجنڈے میں درج کئے گئے ہیں۔ ان کے متعلق اپنے نمائندوں کو اپنی رائے اور اس کی معقولیت سے اچھی طرح واقف کر کے بھیجیں گی۔

کشمیر میں بید زنی اور ناقابل برداشت جرمانے

سول نافرمانی کامیابی کا ذریعہ نہیں

اپنے حقوق کے حصول سے مایوس ہو کر مسلمانان ریاست جموں و کشمیر نے سول نافرمانی اور قانون شکنی شروع کر رکھی ہے۔ اصولی طور پر ہم اس کے خلاف ہیں۔ اور کھلے الفاظ میں اس بات کا اظہار کر چکے ہیں۔ کہ یہ طریق عمل قطعاً عاقبت نااندیشانہ ہے اور اس طرح کامیابی حاصل کرنا ناممکن ہے۔ اگر گاندھی جی ایسا انسان جسے ایک وقت اہل ہند میں اتنا اثر و رسوخ حاصل تھا کہ جیسے وہ دن کو رات کہتا۔ تو لوگ اسے درست ماننے کے لئے تیار ہو جاتے سول نافرمانی کے ذریعہ مدعا حاصل نہیں کر سکا۔ حالانکہ اس کی امداد کرنے والے ہندوستان کے بہترین سیاسی لیڈر موجود تھے۔ اور ہندوستان کے دوسرے لوگ اس کے اشارے پر ہر قسم کے مصائب برداشت کرنے کے لئے تیار۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ کہ کشمیر کے مسلمان جن میں نہ تو تنظیم ہے۔ نہ تعلیم۔ نہ سیاسیات سے واقفیت ہے۔ اور نہ کسی خاص قابلیت اور اثر رکھنے والے لیڈر کی راہنمائی حاصل۔ وہ کامیاب ہو سکیں۔

ریاست کا تشدد

لیکن باوجود اس کے ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ کہ ریاست مسلمانوں کو مطمئن کر کے قانون شکنی سے باز رکھنے کی بجائے اس قدر تشدد اور سختی کر رہی ہے۔ کہ جس کے [illegible] بھی کر دیا جائے۔ جو ریاست کے سابقہ رویہ اور موجودہ طریق عمل کے پیش نظر خارج از امکان نہیں۔ اور جن کی نہایت دردناک تفصیلات اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ مگر ریاست ان کے متعلق انکار کرتی ہے۔ تو بھی جن باتوں کا اسے اعتراف ہے۔ وہ بھی کم المناک نہیں ہیں

بید زنی

مثلاً چھوٹے بچوں سے لیکر بوڑھوں تک کو بید زنی کرنا ایک ایسی سزا ہے جسے تہذیب کے اس زمانہ میں حکومت کشمیر ہی روا رکھ سکتی ہے۔ کیا سالہا سال کے ظلم و ستم کے مارے ہوئے مسلمانان کشمیر اور کیا ان کی سول نافرمانی۔ لیکن انہیں سزا وہ دی جا رہی ہے جس کی برطانوی ہند کی تاریخ سول نافرمانی میں کوئی ایک بھی مثال نہیں مل سکتی۔ برطانوی ہند میں ایک وقت ایسا بھی آیا۔ جبکہ ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک سول نافرمانی نے قبضہ جما لیا۔ اور حکومت قریباً قریباً مفلوج ہو گئی۔ مگر باوجود اس کے کسی ایک شخص کو بھی اس جرم کی پاداش میں بید زنی کی سزا نہیں دی گئی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں حکومت کشمیر نے پہلے تو بعض لوگوں کو نہایت بے سروسامانی کی حالت میں حدود ریاست سے باہر نکال دیا۔ اور اتنا بھی خیال نہ کیا۔ کہ گھر بار ترک کرنے پر مجبور کرنے کی صورت میں ان کے بال بچے کہاں جائیں گے۔ اور وہ خود غریب الوطنی میں کیونکر زندگی بسر کر سکیں گے۔ پھر سول نافرمانی کا نام سنتے ہی لوگوں کو بید زنی شروع کر دی۔ اور اسے بے حد وسعت دیدی جس سے تمام ریاست میں تہلکہ مچ گیا۔

ریاست کی کم اندیشی

اگر ریاست دور اندیشی سے کام لیتی۔ تو اس کے لئے اس قسم کے تشدد سے کام لینے کی بجائے قانون شکنی کو روکنے کیلئے وہ آئینی طریق عمل موجود تھا۔ جو برطانوی ہند میں کانگرس کی قانون شکنی اور سول نافرمانی کے مقابلہ میں اختیار کیا گیا تھا۔ یعنی باجا عدہ مقدمات چلاتی۔ اور قید کی سزا دیتی۔ اس کے ساتھ ہی اگر وہ مسلمانان کشمیر کو سمجھانے اور سول نافرمانی کے نقصانات ذہن نشین کرانے کا ان لوگوں کو موقعہ دیتی۔ جو شروع سے آئینی جدوجہد پر زور دے رہے ہیں۔ اور ہر قسم کی خلاف قانون کارروائی سے مسلمانان کشمیر کو باز رکھنا چاہتے ہیں۔ تو معاملات اس درجہ نازک صورت اختیار نہ کرتے لیکن افسوس کہ ریاست کو جبر و تشدد کے سوا اصلاح حال کی اور کوئی صورت نظر نہ آئی۔ اور زیادہ افسوس اس بات کا ہے۔ کہ تشدد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

ناقابل برداشت جرمانے

تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ گذشتہ ہفتہ سے ریاست نے مسلمانوں کو بھاری اور ناقابل برداشت جرمانوں کی سزائیں دینی شروع کر رکھی ہیں۔ ایک ایک ڈکٹیٹر کو پانچ پانچ سو ہزار ہزار اور ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار تک جرمانہ کی سزا دی جا رہی ہے۔ اور اسی وقت گھر کا مال و اسباب قرق کر کے نیلام کر دیا جاتا ہے۔ مسلمانان کشمیر ایک عرصہ سے یوں بھی مالی بدحالی میں مبتلا ہیں۔ اور سیاسی الجھنوں اور مصائب نے انہیں اور زیادہ مفلوک الحال بنا دیا ہے۔ ایسی حالت میں حکومت کا انہیں جرمانوں کی سزائیں دینا۔ اور پھر جرمانہ کی وصولی کے لئے تمام مال و اسباب ضبط کر کے نیلام کرنا کلیتہً ناقابل برداشت سزا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کشمیر کے مسلمان ترک وطن کے لئے مجبور ہو رہے ہیں۔ اور کئی ایک افراد کا ایک قافلہ لاہور پہنچا ہے۔

جرمانوں کی تفصیل

یہ لوگ اچھی حیثیت رکھنے والے اور صاحب جائداد ہیں۔ لیکن ریاستی حکومت نے انہیں اس درجہ مجبور کر دیا ہے۔ کہ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگ [illegible] کے لوگوں کی یہ حالت ہے۔ تو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ وہاں اس پہلو سے جو کچھ گزر رہی ہے۔ اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ اسوقت تک جرمانوں کی جو تفصیل اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے۔

سری نگر سے	پندرہ ہزار روپیہ۔	پلوامہ سے	پانچ ہزار روپیہ
مچھ ہیون سے	چھ ہزار آٹھ صد روپیہ۔	نیچ بیاڑا سے	چار ہزار دو صد روپیہ
بارہ مولا سے	تین ہزار چار صد روپیہ		

اس کے علاوہ وہ رقم تقریباً پچاس ہزار روپیہ کے قریب ہے۔ جس کے لئے جائدادیں ضبط کر کے قرق کر لی گئی ہیں۔ اور مندرجہ بالا رقوم بھی لاکھوں کی جائدادیں نیلام کر کے وصول کی گئی ہیں۔ رشوت ستانی اس کے علاوہ ہے۔ ممکن ہے۔ کہ ان اعداد و شمار میں کچھ کمی بیشی ہو۔ لیکن مسلمانان کشمیر کی فلاکت اور غربت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ریاست ان پر حد سے زیادہ تشدد کر رہی ہے۔ ایک طرف تو بید زنی کے ذریعہ انہیں اذیت پہنچا رہی ہے۔ اور دوسری طرف ان کا مال و اسباب اور جائدادیں ضبط کر کے تباہ کر رہی ہے۔ اس کا نتیجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ کہ کشمیر ایسا سرسبز اور شاداب علاقہ جو مسلمانوں کے لحاظ سے پہلے ہی خزاں رسیدہ ہے۔ حکومت کے لئے بھی غیر آباد صحرا بن جائے۔

ریاست کو کیا کرنا چاہیئے۔

دراصل حکومت کو ایسے لوگوں کے مقابلہ میں جو اپنی بدترین زندگی سے تنگ آ چکے ہیں منتقمانہ رویہ اختیار کرنے کی بجائے حوصلہ اور فراخدلی سے کام لینا چاہیئے اور رعایا کو عملی طور پر اپنی ہمدردی اور خیر خواہی کا یقین دلانا چاہیئے۔ ہم جہاں مسلمانان کشمیر سے یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ قانون شکنی سے دستبردار ہو کر آئینی جدوجہد پر زور دیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

محبت۔ شفقت اور پیار سے کام لو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۶ مارچ ۱۹۳۴ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

مجھے آٹھ دس روز سے ظہر کے بعد حرارت ہو جاتی ہے۔ اس لئے میں زیادہ دیر تک بول نہیں سکتا۔ لیکن پچھلے دو جمعوں میں میں نے جو تقریریں کی ہیں۔ انہی کے تسلسل میں اختصار کیساتھ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا طریق عمل

اور آپ کی ایک نصیحت سنا دیتا ہوں:۔

مجھے نہایت ہی افسوس ہے۔ کہ بعض لوگ

وعظ کی مجلس

میں نصیحت حاصل کرنے کے لئے نہیں آتے۔ بلکہ بالکل بہروں کی طرح آکر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور بہرہ پن کی حالت میں ہی اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ

وعظ کی اصل غرض

یہ ہوتی ہے۔ کہ انسان سنے اور اسے تسلیم کرے۔ ورنہ اگر اطاعت نہ ہو۔ تو نبوت اور خلافت بھی بے معنی ہے۔ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات معلوم ہوئی۔ کہ پچھلے جمعہ کے دن مسجد سے نکلتے ہی ایک احمدی ایک دوسرے شخص سے لڑ پڑا۔ لڑائی تو عام حالات میں بھی منع اور معیوب ہے۔ مگر میں نے سنا ہے کہ یہ لڑائی کسی تازہ واقعہ کی بناء پر نہیں تھی۔ بلکہ اس وجہ سے تھی۔ کہ لڑنے والا احمدی جب اس کے گاؤں میں تبلیغ کے لئے گیا۔ تو اس نے اسے تنگ کیا تھا۔ اور یہ ایسی

ذلیل اور کمینہ حرکت

ہے۔ کہ اسے سنکر میں بہت ہی شرمندہ اور نادم ہوا۔ کیونکہ یہ بالکل کتے والی بات ہے۔ جو اپنی گلی میں شیر ہوتا ہے۔ مومن کو اگر جوش آئے بھی تو اس جگہ آتا ہے۔ جہاں

دشمن کا زور

ہو۔ یہ اطلاع جو مجھے پہنچی ہے۔ اگر صحیح ہے۔ تو یہ ایسی بات ہے۔ کہ میں ندامت سے پانی پانی ہوا جاتا ہوں۔ اول تو میں نے نصیحت کی تھی کہ جماعت کے دوستوں کو لڑائی جھگڑے سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ بلکہ

دعا اور استغفار

کرنا چاہیئے۔ لیکن فرض کرو کوئی شخص اپنے جوش اور جذبات کو نہیں دبا سکتا تھا۔ تو اسے چاہیئے تھا۔ کہ جس دن وہ اس کے گاؤں میں گیا تھا۔ اور اس نے اسے تنگ کیا تھا۔ وہیں لڑ پڑتا۔ اس انتظار میں رہنا۔ کہ وہ اکیلا میرے محلہ میں آئے گا۔ تو اسے پکڑوں گا۔ یہ بالکل

کتے والی بات

ہے۔ اور ایسی کمینہ حرکت ہے۔ کہ احمدیت تو بڑی بات ہے، میں اسے

انسانیت سے بھی گرا ہوا فعل

سمجھتا ہوں۔ اور مجھے اس کا اتنا احساس ہوا ہے۔ کہ جب بھی اس کا خیال آیا۔ شرمندگی سے میرا دل گھٹنے لگ گیا۔ کہ ہماری جماعت میں بھی ایسے ذلیل لوگ ہیں۔ کسی شخص نے خواہ ہمارا کتنا بڑا قصور کیوں نہ کیا ہو۔ جب وہ ہمارے گھر میں یا محلہ میں آجائے۔ تو اس کے ساتھ ہمارا سلوک جداگانہ ہونا چاہیئے۔ یورپین لوگ مذہبی لحاظ سے ہمارے سخت دشمن ہیں۔ لیکن بچپن میں میں نے ایک انگریز کی لکھی ہوئی ایک ریڈر پڑھی تھی۔ جس میں ایک واقعہ ہسپانیہ کے مسلمانوں کے متعلق تھا

ہسپانیہ کے مسلمانوں کے ساتھ

یورپین اقوام کو خصوصیت سے عداوت تھی۔ کیونکہ وہ مسلمان وہاں کئی سو سال تک حکومت کرتے رہے ہیں۔ اس ریڈر میں ایک واقعہ لکھا تھا۔ جو نظم و نثر میں تھا۔ اور جسے اکثر لوگوں نے پڑھا ہو گا وہ یہ کہ کسی شخص نے ایک عرب کے نوجوان لڑکے کو قتل کر دیا۔ شاہی فوج اس کے پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے آرہی تھی قاتل بھاگتا ہوا آیا۔ اور اسی شخص کے گھر میں داخل ہو کر پناہ کا طالب ہوا۔ جس کے لڑکے کو وہ قتل کر آیا تھا۔ وہ عرب اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس سے پوچھا۔ کہ کیا بات ہے۔ اس نے کہا۔ مجھ سے ایک خون ہو گیا ہے۔ سرکاری آدمی مجھے پکڑنے کے لئے پیچھے آرہے ہیں۔ مجھے پناہ دو۔ عرب نے پوچھا تم نے کسے قتل کیا ہے۔ قاتل نے مقتول کا نام و نشان اور حلیہ وغیرہ بتایا۔ تو اس عرب کو معلوم ہو گیا۔ کہ یہ شخص میرے بیٹے کو قتل کر کے آیا ہے۔ مگر پھر بھی اس کی

مہمان نوازی

نے جوش مارا۔ اور اس نے کہا میرے پیچھے آؤ۔ وہ اسے ساتھ لے گیا اور پرے جا کر پچھواڑے سے نکال دیا۔ اور جب فوج آئی۔ تو کہہ دیا۔ کہ یہاں تو کوئی ایسا شخص نہیں۔ یہ

مومنانہ شرافت

ہے۔ کہ جب دشمن قبضہ میں آئے۔ تو اس پر رحم کیا جائے۔ وہ وقت بدلہ لینے اور بہادری دکھانے کا نہیں ہوتا۔ جب دشمن گھر میں محلہ میں یا شہر میں آجائے۔ اس وقت

مومنانہ میزبانی کا نمونہ

دکھانا چاہیئے۔ خواہ کتنی مخالفت ہو۔ اس وقت کسی ناگوار بات کو زبان پر نہیں لانا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک ہندو صاحب آپ سے ملنے آیا کرتے تھے۔ اور جب آتے۔ کہتے۔ کہ

دلی کے کباب

کھلاؤ۔ شامی کبابوں کا اس وقت پنجاب میں ایسا رواج نہ تھا۔ اب تو کچھ کچھ ہو رہا ہے۔ ہماری والدہ صاحبہ چونکہ دلی کی ہیں۔ اس لئے وہ تیار کروائی تھیں۔ اس ہندو نے جو ایک بار کباب کھائے۔ تو اسے پسند آئے۔ اس لئے جب آتا ان کی فرمائش کرتا۔ اور مسجد کے پاس والی کوٹھڑی میں چھپ کر کھا لیتا۔ لیکن مجالس میں آپ کے ساتھ

گوشت خوری پر بحث

کرتا۔ مگر آپ نے اسے کبھی نہ جتایا۔ کہ چھپ کر تو تم گوشت کھاتے ہو۔ اور باہر آکر بحث کرتے ہو۔ پس مومن کو ہمیشہ نرمی دکھانی چاہیئے ایسے لوگ جو اس قسم کی حرکات کرتے ہیں۔ یا تو غیر مومن ہوتے ہیں اور یا شرارتی۔ جو اندر رہ کر جماعت کو بدنام کرتے ہیں۔ یہاں

جماعت کی تعلیم و تربیت

کا انتظام بخوبی ہے۔ اس کے لئے ایک خاص محکمہ ہے۔ پھر مساجد میں بھی اس کا خیال رکھا جاتا ہے۔ خطبات میں میں سمجھاتا رہتا ہوں۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود جس پر اثر نہ ہو۔ میں کس طرح مان لوں کہ وہ مومن ہے۔ یا تو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ وہ مومن نہیں۔ اور یا پھر یہ کہنا پڑے گا۔ کہ وہ منافق ہے۔ اس لئے اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ دراصل غیروں سے ملا ہوتا ہے۔ اور ایسی حرکات کر کے

جماعت کو بدنام کرنے کی کوشش

کرتا ہے۔ جیسا کہ میں نے پچھلے جمعہ میں مثال سنائی تھی۔ کہ کس طرح

ایک شخص نے ہندوؤں کے ساتھ احمدیوں کی لڑائی کرانے کی کوشش کی تھی ؂

اس کے بعد میں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا طریق عمل

ایک چھوٹے سے واقعہ سے بتا دیتا ہوں۔ کیونکہ میری صحت کے لحاظ سے اتنا ہی اس وقت مناسب ہے۔ آپ ایک دفعہ مجلس میں تشریف فرما تھے۔ کہ ایک اعرابی آیا۔ اور آ کر کہنے لگا۔ مجھے کچھ دو۔ آپ نے اسے کوئی چیز دی۔ راوی کا خیال ہے۔ کہ وہ چیز اونٹنی وغیرہ تھی۔ پھر یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آیا اس کی تسلی ہو گئی ہے۔ یا نہیں۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ کہ کیا میں نے تمہارے ساتھ حسن سلوک کر دیا ہے۔ یعنی تمہاری ضرورت پوری ہو گئی اس نے جواب دیا۔ کہ حسن سلوک اور ضرورت کا پورا ہونا تو دور کی بات ہے۔ آپ نے تو میرے ساتھ

معمولی رواداری کا برتاؤ

بھی نہیں کیا۔ اس پر صحابہ کو غصہ آیا۔ اور وہ اسے مارنے لگے۔ کہ اس نے کیوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی ہے۔ مگر آپ نے ان کو روک دیا۔ اور اس اعرابی سے کہا۔ کہ میرے پیچھے آؤ۔ آپ الگ ہو گئے۔ اور کہا کہ تم

سائل کی حیثیت سے

میرے پاس آئے تھے۔ اور میں نے تمہارے ساتھ سلوک کر دیا۔ اور پوچھا۔ کہ میں نے تمہارے ساتھ حسن سلوک کر دیا ہے۔ مگر تم نے جواب دیا۔ کہ معمولی رواداری بھی نہیں کی۔ پھر آپ نے اسے کچھ اور دیا۔ جو راوی کو یاد نہیں رہ گیا تھا۔ اور پھر پوچھا۔ کیا اب تمہارے ساتھ حسن سلوک کر دیا ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں اب واقعی کر دیا ہے۔ میری طرف سے اور میرے اہل وعیال کی طرف سے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ نے فرمایا۔ تمہارے پہلے جواب سے سننے والوں کو غصہ آیا تھا۔ جس سے ان کے دلوں میں تمہارے متعلق نفرت رہے گی۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ جب پھر مجلس بیٹھی ہو۔ تو میں تم سے یہی سوال کروں گا۔ اور تم اگر چاہو۔ تو اپنے جواب سے ان کے

جذبات میں تبدیلی

کر سکتے ہو۔ چنانچہ پھر مجلس کے موقعہ پر وہ آیا۔ آپ نے اس سے وہی سوال کیا۔ اور اس نے کہا۔ ہاں آپ نے میرے ساتھ حسن سلوک کر دیا اب میں راضی ہوں۔ اللہ تعالےٰ میری طرف سے اور میرے اہل وعیال کی طرف سے آپ کو جزائے خیر دے۔ پھر آپ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ یہ شخص میرے پاس آیا۔ ناواقف تھا۔ اور مجھ سے حسن سلوک کی امید رکھتا تھا۔ اس کی امید کے مطابق اس کے ساتھ حسن سلوک نہ ہوا۔ اور تم اسے مارنے کے لئے دوڑے لیکن میں نے روکا اور اسے خوش کیا۔ میری تمہاری مثال ایسی ہی ہے۔ کہ کسی شخص کی اونٹنی بھاگ گئی۔ اس کے رشتہ دار اور دوست سینکڑوں کی تعداد میں جمع ہو گئے۔ اور اس کے پیچھے بھاگنے لگے۔ مگر وہ ان کے شور سے بدک کر اور بھی تیز بھاگنے لگی۔ اس نے جب یہ حالت دیکھی تو کہا۔ کہ بھائیو میری حالت پر رحم کرو۔ اور یہ احسان مجھ پر نہ کرو۔

مجھے اور میری اونٹنی کو چھوڑ دو

اور جب وہ لوگ ہٹ گئے۔ اور شور کم ہوا۔ تو اونٹنی بھی ذرا آہستہ ہوئی۔ اس نے سبز گھاس اکھاڑ کر اس کے سامنے کیا۔ اور اسطرح چمکار کر اسے پکڑ لیا۔ اسی طرح یہ شخص میرے پاس آیا۔ تو تم لوگوں نے یہ کوشش کی۔ کہ یہ بدک کر بھاگ جائے۔ اگر وہ چلا جاتا۔ تو ضرور

جہنم میں جا گرتا

لیکن اللہ تعالےٰ نے مجھے یہ کامیابی دی۔ اور میں نے اسے بچا لیا۔ آپ نے اس وقت وہ

محبت شفقت اور مہربانی

ظاہر کی۔ جو بنی نوع انسان کے لئے آپ کے دل میں تھی۔ اور اس طرح بتا دیا۔ کہ انسان کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے۔ ساری دنیا ہماری ضالہ ہے۔ پہلے مسیح نے اپنے نہ ماننے والوں کو

گمگشتہ بھیڑیں

قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ میں انہیں جمع کرنے کے لئے آیا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی کھوئے ہوؤں کو جمع کرنے آئے ہیں۔ اور عربستان کی نسبت سے جن کھوئے ہوؤں کو جمع کرنے کے لئے آپ آئے تھے انہیں اونٹ یا اونٹنیاں کہا جا سکتا ہے۔ پس مسیح ناصری بھیڑوں کو جمع کرنے آئے تھے۔ اور

مسیح محمدی اونٹنیوں کو

مگر بعض اوقات تم لوگوں کی طرف سے ویسا ہی معاملہ ہو جاتا ہے۔ جو اونٹنی کو پکڑنے والوں نے کیا تھا۔ یعنی جب ہم کسی اونٹنی کو پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو بعض تم میں سے ہُو ہُو کر کے ایسا شور مچاتے ہیں۔ کہ وہ قریب آنے کے بجائے اور بھاگتی ہے۔ اور اگر اسے روکا نہ جائے تو وہ

بھیڑیوں اور چیتوں کے قبضہ میں

جا کر ماری جائے۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ایسے لوگوں سے میں بھی یہی کہتا ہوں۔ کہ تمہاری مہربانی سے میں نے بھر پایا۔ مزید مہربانی مجھ پر نہ کرو

مجھے اور میری اونٹنی کو چھوڑ دو

اس کا پکڑنا خدا کے فضل سے ہمیں آتا ہے۔ ہاں اگر تم بھی اس میں مدد کرنا چاہتے ہو۔ تو اس کا طریق یہی ہے۔ کہ

عفو نرمی محبت

کا گھاس دکھا کر نہ کہ لٹھ کے ذریعہ۔ یہ کیا طریق ہے۔ کہ ایک طرف تو تبلیغ کرنے جاتے ہو۔ اور دوسری طرف اگر کوئی تمہارے پاس آ جائے۔ تو اسے دھمکاتے ہو۔ اس کی مثال میں مجھے بچپن کی سنی ہوئی۔ ایک کہانی یاد آ گئی۔ کہتے ہیں۔ ایک امیر آدمی گذر رہا تھا۔ کہ اس نے دیکھا ایک بچہ ہاتھ میں روٹی پکڑے کھا رہا ہے۔ اس نے روٹی ایک کتے کو دکھائی کتے نے سمجھا مجھے دینا چاہتا ہے۔ اس لئے وہ قریب گیا لیکن جب وہ قریب پہنچا۔ تو بچہ نے زور کے ساتھ اس کے ایک اینٹ ماری۔ اور کتا چیختا ہوا بھاگا۔ امیر آدمی کو یہ حرکت بہت ناگوار گذری اور اس نے ایک پونڈ جیب سے نکال کر بچہ کی طرف کیا۔ بچہ نے سمجھا۔ شاید میری یہ حرکت اسے بہت پسند آئی ہے۔ اور انعام دینا چاہتا ہے۔ لیکن جب وہ قریب پہنچا۔ تو اس نے زور سے ایک تھپڑ اس کے مونہہ پر مارا۔ اس پر بچہ نے پوچھا۔ کہ میں نے کیا قصور کیا تھا۔ کہ آپ نے مجھے اس قدر زور سے مارا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ کتے نے تمہارا کیا قصور کیا تھا۔ کہ تم نے اس قدر زور سے اسے مارا۔ پس تبلیغ کر کے پہلے بلانا۔ اور پھر دھمکانا

نہایت ہی نامناسب حرکت

ہے۔ تبلیغ کرنا گویا قریب بلانا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ قریب بلانا اور پھر دھمکانا دونوں باتیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ پس

پیار محبت اور شفقت

سے کام لو۔ اور ایسے لوگ خواہ منافق ہوں۔ یا بے ایمان ان کی مطلقاً پرواہ نہ کرو۔ اور ان کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی کا اظہار نہ کرو۔ کچھ عرصہ ہوا۔ یہاں ایک ایسا ہی واقعہ ہوا تھا۔ جس پر یہ سوال اٹھا۔ کہ احمدی کی مدد کرنی چاہیئے۔ اس پر میں نے کہا۔ کہ اسکے یہ معنی ہیں۔ کہ ہم بھی اس کی

بداخلاقی میں اس کے ساتھ وابستہ

ہیں۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے۔ جس سے احمدیت بدنام ہوتی ہے۔ ہم خدا کے فضل سے نہ کسی حکومت سے ڈرتے ہیں۔ اور نہ بادشاہوں اور انکی فوجوں سے اور نہ ہی کسی مخالف قوم سے۔ اگر ہم کسی سے ڈرنے والے ہوتے۔ تو عدم تعاون کی تحریک کے ایام میں جب حکومت سے ہمدردی کا نام لینا بھی اپنے کو مصیبت میں مبتلا کرنے کے مترادف تھا۔ اور جب حکومت کے بڑے بڑے حکام بھی چھپ کر کانگرسیوں کو چندہ دیتے تھے۔ اس وقت ہم

سینہ سپر ہو کر

اس تحریک کی مخالفت نہ کرتے۔ پس ہمیں حکومتوں کی دھمکیوں فوجوں کی دھمکیوں یا لوگوں کی دھمکیوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ صرف ایک چیز ہے۔ جس کی ہمیں پرواہ ہے۔ اور وہ

احمدیت کا نام

ہے۔ صرف اسے بدنامی سے بچانا ہمارے مدنظر ہونا چاہیئے۔ اور اس کے لئے ہمیں خواہ کسی کے سامنے گردن جھکانی پڑے۔ فروتنی اختیار کرنی پڑے۔ اس کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ پس کوشش کرو۔ کہ احمدیت کا نام جہاں آئے۔ دشمن کی بھی باچھیں کھل جائیں۔ اور وہ سمجھ لے کہ اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے ؂

ابھی تھوڑے دن ہوئے ایک دوست مجھ سے ملنے آئے۔ اور سناتے تھے۔ کہ میں ایک انگریز افسر سے ملا۔ اور اسے کہا۔ کہ مجھے فلاں زمین دیدو۔ اس نے کہا اس کے لئے تو روپیہ کی ضرورت ہے۔ مگر تمہارے ساتھ خاص سلوک کرتا ہوں۔ کہ تم صرف ضمانت دیدو ے سکتے ہو۔ انہوں نے کہا احمدیت سے بڑھ کر ضمانت اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور میں احمدی ہوں۔ اس پر اس نے زمین ان کو دے دی۔ اس وقت تک احمدیت بالکل نیک نام ہے۔ دشمن بھی

"آہ نادر شاہ کہاں گیا"

سرزمین کابل کے ایک تازہ نشان پر مولوی ثناء اللہ صاحب کے اعتراضات

"خدا نے میرے لئے وہ نشان دکھائے۔ کہ اگر وہ ان امتوں کے وقت نشان دکھلائے جاتے۔ جو پانی اور آگ اور ہوا سے ہلاک کی گئیں۔ تو وہ ہلاک نہ ہوتیں۔ مگر اس زمانہ کے لوگوں کو میں کس سے تشبیہ دوں۔ وہ اس بدقسمت کی طرح ہیں۔ جس کی آنکھیں بھی ہیں۔ پر دیکھتا نہیں۔ اور کان بھی ہیں۔ پر سنتا نہیں۔ اور عقل بھی ہے پر سمجھتا نہیں۔ میں ان کے لئے روتا ہوں۔ اور وہ مجھ پر ہنستے ہیں۔ اور میں ان کو زندگانی کا پانی دیتا ہوں۔ اور وہ مجھ پر آگ برساتے ہیں" (اشتہار ۲۰ مارچ ۱۹۰۷ء مشمولہ حقیقۃ الوحی)

سابق تاجدار کابل کے متعلق پیشگوئی

سابق تاجدارِ کابل نادر شاہ کے متعلق ۱۰ نومبر ۱۹۳۳ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عظیم الشان الہام کہ "آہ نادر شاہ کہاں گیا" جس عظمت و شان اور ہیبت ناک طریق سے پورا ہوا اس کو نہ صرف اہالیانِ افغانستان بلکہ ہندوستان کے طول و عرض میں رہنے والے مسلمانوں کے قلوب نے بخوبی محسوس کیا۔ اور ہر سلیم العقل انسان نے افغانستان کے اس قابل فرزند کی بے وقت جدائی پر اپنے گہرے رنج والم کا اظہار کرتے اور آہ کھینچتے ہوئے وہی کچھ کہا۔ جو الہام میں بتایا گیا تھا۔ چنانچہ اخبارات نے لکھا۔

"آہ صد ہزار حسرت و آہ کہ آج افغانستان اپنے بہترین خادم سے محروم ہوگیا" (انقلاب ۱۱ نومبر)

"آہ نادر شاہ خلد آشیاں" (سیاست ۱۱ نومبر)

"نہ رہا وا اسفا دہر میں اک بطل جلیل

کوئی جرأت میں نہ تھا جس کا سہیم اور عدیل"

(آزاد ۱۱ نومبر)

"افسوس صد افسوس بیٹھے بٹھائے یہ کیا ہوگیا۔ مادرچہ خیالیم و فلک در چہ خیال دنیائے اسلام اس نادر شخصیت کے دفعۃً نظر سے اوجھل ہوجانے سے جس قدر بھی افسوس کرے تھوڑا ہے" (انقلاب ۲۲ نومبر)

اہلِ افغانستان نے بھی اس واقعہ قتل پر آہ کھینچی۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"شہادت کے فوراً ہی بعد عامۃ الناس سراسیمہ ہوکر فریاد و واویلا کرتے ہوئے ہائے بادشاہ قتل ہوگیا ہائے بادشاہ قتل ہوگیا کا شور مچاتے ہوئے بازاروں اور گلیوں کی جانب دوڑے۔ ایک کہرام مچ گیا۔ اور کابل پر رنج و غم کی گھٹا چھاگئی" (سیاست ۱۶ نومبر)

اسی واقعہ قتل کا جو سرزمین کابل میں ظہور پذیر ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں ۲۷ سال قبل ذکر کردیا گیا تھا۔ تا جس وقت یہ نشان ظہور پذیر ہو۔ دنیا کی نگاہیں ایک دفعہ پھر اس مامور کی طرف بلند ہوں۔ جو خدائے ذوالجلال کی طرف سے لوگوں کی ہدایت و راہ نمائی کے لئے مبعوث ہوا ‎

مخالفین کے لب پر مہر سکوت

آخر جب یہ نشان پورا ہوا۔ اور پورے جلال کے ساتھ پورا ہوا۔ لوگوں نے آہ کھینچی۔ اور نہایت غمزدہ دل سے کھینچی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ظاہر ہوئی۔ اور نہایت نمایاں طریق پر ظاہر ہوئی تو کسی کے لئے انکار کی گنجائش نہ رہی۔ یہاں تک کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ایسا دشمن احمدیت بھی جو بے جا و بے محل زبان درازی کا عادی ہے۔ اس موقعہ پر حق و راستی کے مہر منور کی چمک دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور قریباً چار ماہ تک کسی معمولی سے معمولی اعتراض کی آڑ میں بھی اپنی معاندانہ سپرٹ کا اظہار نہ کرسکا۔ حالانکہ اس عرصہ میں اسے توجہ بھی دلائی گئی۔ آخر مولوی صاحب کو خاص طور پر مخاطب کرکے لکھا گیا۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی "آہ نادر شاہ کہاں گیا" جس صفائی اور وضاحت کے ساتھ پوری ہوئی ہے۔ وہ اسی سے ظاہر ہے۔ کہ جہاں غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کا ایک طبقہ ہماری ہر بات پر الٹے پلٹے اعتراضات کرنے کے لئے تیار رہتا ہے وہاں مذکورہ بالا پیشگوئی کے متعلق ہماری پیشکردہ تشریحات و تفصیلات کے خلاف کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ حتیٰ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی اس وقت تک اس کے خلاف ایک لفظ نہیں لکھ سکے۔ یہ بات بھی اس پیشگوئی کی اہمیت اور صداقت ظاہر کرنے والی ہے" (الفضل ۱۵ فروری ۱۹۳۴ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب بولے

اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب ۲۳ فروری کے اہلحدیث میں بولے اور محض اس لئے بولے کہ الفضل نے انہیں مجبور کردیا۔ چنانچہ انہیں لکھنا پڑا۔ کہ "قادیانی الفضل میں ہماری خاموشی کو صداقت پر مہر سمجھا۔ اس لئے ہمیں اس پر توجہ کرنی پڑی"۔ گویا اس نشان پر انہوں نے جو کچھ لکھا۔ وہ کرہاً اور الفضل کے مجبور کرنے پر محض اس خیال کے ماتحت لکھا۔ کہ ان کی خاموشی اس پیشگوئی کی اہمیت اور صداقت کا ثبوت نہ بن جائے۔ ایسی حالت میں انہوں نے جو کچھ لکھا۔ اس کے متعلق ہر عقلمند قیاس کرسکتا ہے۔ کہ وہ کس قدر معقولیت رکھتا ہوگا ‎

۸ نومبر کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا یہ نشان ظاہر ہوا۔ اس کے بعد متواتر سلسلہ احمدیہ کے اخبارات میں مضامین شائع ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اس پر ایک معرکۃ الآراء مضمون رقم فرمایا۔ جو بعد میں بصورت ٹریکٹ شائع کیا گیا۔ اور ہندوستان کے طول و عرض میں ان مضامین کی بکثرت اشاعت ہوئی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود ایسے دم بخود ہوئے کہ گوئی مردہ اند۔ پھر ان کی اس طویل خاموشی کو اس نشان کی عظمت میں پیش کیا گیا تو قریباً چار ماہ کے بعد وہ بڑبڑا کر بولے۔ اور اپنی خاموشی کے متعلق یہ عذرِ خام پیش کیا۔ کہ "اہلحدیث آج تک خاموش رہا۔ اس لئے کہ دوسرے ضروری مضامین پر توجہ رہی"

عذراتِ خام

کیا اہلحدیث ہے جس کے ایڈیٹوریل صفحات پامال شدہ مضامین کے لئے وقف رہتے ہیں۔ وہ ان ضروری مضامین کا پتہ دے سکتے ہیں۔ جن کی آڑ میں انہوں نے اپنی شرمندگی اور خجالت کو چھپانا چاہا ہے۔ دوسری وجہ انہوں نے اس اہم نشان کے خلاف کچھ نہ لکھ سکنے کی یہ بیان کی ہے۔ کہ "اس پیشگوئی کو ہم نے ایسا مہمل سمجھا۔ کہ کوئی عقلمند اس پر توجہ ہی نہ کرے گا۔"

سوال یہ ہے کہ اگر یہ پیشگوئی مہمل تھی۔ اور کوئی عقلمند اس پر بقول مولوی ثناء اللہ صاحب توجہ نہ کرسکتا تھا۔ تو پھر خود انہوں نے کیوں توجہ کی۔ اور کیوں اپنے آپ کو عقلمندوں کے دائرہ سے نکال لیا۔ اور اب جبکہ بقول خود عقلمندوں کے دائرہ سے نکل کر انہوں نے توجہ کی ہے۔ تو کیا کسی عقلمند کے نزدیک ان کی یہ توجہ قابل اعتبار ہوسکتی ہے

بددیانتی کی واضح مثال

اس قسم کے بیہودہ عذرات پیش کرتے ہوئے مولوی صاحب نے "آہ نادر شاہ کہاں گیا" کے متعلق لکھا ہے۔

"اس عنوان سے ایک مہمل الہام مرزا صاحب کا شائع ہوا تھا۔ جس کو امیر نادر خاں مرحوم کی شہادت کے موقعہ پر نکال کر مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت دیا گیا۔ امت مرزائیہ کے دو تو اخباروں نے اس پر خوب خوب حاشیے چڑھائے"

ان سطور میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے انتہائی بددیانتی

سے کام لیتے ہوئے اس شخص کو جسے تمام دنیا نادرشاہ کہہ کر پکارتی رہی۔ اور نادرشاہ شاہ افغانستان کہتی رہی ہے "امیر نادرخاں" لکھا ہے۔ تا ان کے قلم سے "نادرشاہ" کے الفاظ نہ نکل جائیں۔ مگر یہ صحافتی بد دیانتی نہ صرف پیشگوئی کی وقعت کو کم نہیں کر سکتی۔ بلکہ اس کی شان میں اور زیادہ اضافہ کرنے والی اور ہر عقلمند پر یہ حقیقت واضح کر رہی ہے۔ کہ مولوی صاحب کا دل محسوس کرتا ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے گا۔ کہ سابق فرمانروائے کابل "نادرخاں" نہیں۔ بلکہ "نادرشاہ" تھے۔ تو پیشگوئی کی صداقت ثابت ہو جائے گی۔ اسی لئے انہوں نے نادرخاں لکھا۔ مگر وہ یاد رکھیں۔ نادرشاہ کو "نادرخاں" لکھ کر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہر شخص جو ذرہ بھی اخباری دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ جانتا ہے۔ کہ سابق والی افغانستان کا نام نادرخاں نہیں۔ بلکہ نادرشاہ تھا۔ یہ ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ جس پر بیسیوں اخبارات کے حوالجات بطور شاہد پیش کئے جا سکتے ہیں بلکہ خود "اہلحدیث" کو اس کے ثبوت میں پیش کیا جا سکتا ہے چنانچہ اہلحدیث ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء میں لکھا گیا تھا۔ "اعلیٰ حضرت نادرشاہ غازی کی علالت کی خبر"

سابق والئے کابل کی ہتک

تعجب ہے۔ ۱۹۳۲ء میں تو "اہلحدیث" نے والی افغانستان کی علالت کی خبر شائع کرتے ہوئے ان کا نام "نادرشاہ" لکھا مگر آج ان کی وفات کے بعد انہیں "نادرخاں" قرار دے کر شاہ کی بجائے امیر بنا دیا۔ اس سے جہاں یہ ظاہر ہے۔ کہ مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی میں رخنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے دیدہ دانستہ بد دیانتی سے کام لیا۔ وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے سابق والئے کابل کی ہتک کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ اور اس کی جرأت مولوی صاحب کو اس لئے ہوئی۔ کہ نادرشاہ وفات پا چکے ہیں۔ اور اب ان سے کسی قسم کے نفع یا ضرر کی مولوی صاحب کو توقع نہیں ہے۔ اگر وہ زندہ ہوتے۔ تو مولوی صاحب قطعاً ان کو "امیر نادرخاں" نہ لکھتے۔ جیسا کہ موجودہ فرمانروائے کابل کو امیر ظاہرخاں نہیں لکھتے۔ بلکہ محمد ظاہرشاہ لکھ رہے ہیں۔ چنانچہ ۲۴ نومبر کے اہلحدیث میں لکھا۔ "اکثر قبائل نے محمد ظاہرشاہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا ہے۔" پھر ۸ دسمبر کے "اہلحدیث" میں لکھا۔ "افغانستان کے متعلق امن و امان کی خبریں آ رہی ہیں۔ بہت سے صوبوں کے نمائندوں نے موجودہ بادشاہ ظاہرشاہ کو بادشاہ تسلیم کر لیا ہے۔ شاہ موصوف نے اپنا لقب المتوکل علی اللہ رکھا ہے۔"

مولوی صاحب کی دیانت کے علاوہ شرافت بھی ملاحظہ ہو کہ نادرشاہ ایسے قابل اور ذی شان حکمران کو تو "امیر نادرخاں" لکھتے ہیں۔ حالانکہ خداداد قابلیت سے کابل میں شاہ کہلانے کے حقیقی مصداق وہی تھے۔ اور انہی کے شاہ ہونے کی وجہ سے موجودہ حکمران شاہ کہلاتے۔ لیکن چونکہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ اس لئے مولوی صاحب نے ان کو تو شاہ کی بجائے خان اور بادشاہ کی بجائے امیر بنا دیا۔ لیکن موجودہ والئے کابل کو شاہ لکھنے کے ساتھ ہی ان کے نام کے پہلے اور پیچھے "بادشاہ" لگانا ضروری سمجھتے ہیں۔ کیا مولوی صاحب بتا سکتے ہیں۔ کہ اگر نادرشاہ ان کے نزدیک شاہ کہلانے کے مستحق نہیں۔ اور انہیں بادشاہ نہیں بلکہ امیر کہا جا سکتا ہے۔ تو پھر موجودہ حکمران کابل کو وہ کس منہ سے بادشاہ اور "ظاہرشاہ" لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے "آہ نادرشاہ کہاں گیا"۔ کی پیشگوئی کے خلاف قلم اٹھاتے ہوئے دیانت اور حقیقت کا کہاں تک خیال رکھا ہے۔

نادرخاں نہیں بلکہ نادرشاہ

مولوی صاحب کو اگر اب بھی نادرشاہ کے "امیر نادرخاں" ہونے پر اصرار ہو۔ تو ذیل کے حوالجات ملاحظہ فرمالیں۔ سردار شاہ ولی خاں نے جو نادرشاہ کے بھائی ہیں۔ ایک انٹرویو میں کہا "ہندوستان میں لوگ اعلیٰ حضرت کا نام غلط لکھتے ہیں۔ جس روز انہوں نے اعلان مملکت کیا۔ اس روز وہ خان کی جگہ شاہ ہو گئے۔ اور اب ان کا نام نادرشاہ۔ شاہ افغانستان ہے۔" (سیاست ۱۱ دسمبر ۱۹۲۹ء)

چنانچہ ان کے عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد انہیں نادرشاہ ہی کہا جاتا رہا۔ مثلاً "نادرشاہ غازی کی فتح کابل پر مبارکباد" سیاست یکم دسمبر ۱۹۲۹ء "نادرشاہ غازی کے نام کا سکہ جاری ہو گیا۔" "عہد نادرشاہ کی برکات" (انقلاب ۷ مارچ ۱۹۳۱ء) "نادرشاہ کی اصلاحات" (خلافت ۲۵ فروری ۱۹۳۰ء)

اسی طرح نادرشاہ شاہ افغانستان کے حادثہ قتل کے بعد تمام اخبارات نے آپ کا نام نادرشاہ ہی لکھا۔ چنانچہ

"نادرشاہ شہید کی شہادت کے اسباب" (سیاست ۱۴ نومبر ۱۹۳۳ء)

"نادرشاہ شاہ افغانستان قتل کر دئے گئے۔" (زمیندار ۱۱ نومبر)

"اعلیٰحضرت نادرشاہ کا قاتل گرفتار کر لیا گیا۔" (انقلاب ۱۵ نومبر)

"نادرشاہ مرحوم کو تخت افغانستان پر بیٹھے ہوئے ابھی چار برس ہی ہوئے تھے۔" (مدینہ ۱۳ نومبر)

"اعلیٰ حضرت شاہ غازی محمد نادرشاہ بادشاہ افغانستان شہید ہو گئے۔" (صداقت کشمیر ۱۱ نومبر)

"کنگ نادرشاہ کے قتل کی تفاصیل۔" (پرتاپ ۱۵ نومبر)

"افغانستان کے بادشاہ نادرشاہ کو قتل کر دیا گیا۔" (ملاپ ۱۱ نومبر)

"نادرشاہ کی شہادت" (عادل دہلی ۱۵ نومبر)

"اعلیٰحضرت نادرشاہ غازی کا لرزہ خیز قتل۔" (آزاد ۱۱ نومبر)

غرض دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک۔ چھوٹے اور بڑے افغانی اور ہندوستانی سب کے سب مل کر سابق فرمانروائے کابل کو نادرشاہ کہتے اور اسی نام سے موسوم کرتے ہیں مگر مولوی ثناء اللہ صاحب جن کی عقل و فہم پر تعصب کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ نادرشاہ شاہ افغانستان کو "امیر نادرخاں" لکھتے ہیں۔ اور اس طرح یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی میں نادرشاہ جو نام آیا ہے۔ اس کے مصداق سابق والئے کابل نہ قرار دئے جا سکیں۔ لیکن جیسا کہ ثابت کیا جا چکا ہے۔ سابق فرمانروائے کابل کا نام نادرشاہ ہی تھا۔ اس لئے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے خلاف جو پہلا ہی پینترا جمایا تھا۔ وہ بے بنیاد ثابت ہو گیا۔

کیا الہام مہمل ہے

دوسرا عذر مولوی صاحب نے یہ پیش کیا ہے کہ الہام "آہ نادرشاہ کہاں گیا" مہمل ہے۔ مگر مہمل ہونیکے ثبوت میں کوئی دلیل نہیں دی۔ قواعد لغت کی رو سے مہمل اس فقرہ کو کہا جاتا ہے۔ جس کے کوئی معنی نہ ہوں۔ مگر کیا مولوی صاحب دیانت داری سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ "آہ نادرشاہ کہاں گیا" ایک بے معنی فقرہ ہے۔ اگر نہیں کہہ سکتے تو ان کا اسے مہمل قرار دینا کتنا بڑا دھوکہ اور کیسا افسوسناک افترا ہے۔ ہر وہ شخص جس نے اس الہام کی ان تفصیلات و تشریحات کو پڑھا ہے۔ جو اس کے کامل طور پر پورے ہو چکنے سے پہلے کی گئی ہیں۔ اور خاص کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا اس بارے میں نہایت مفصل مضمون ملاحظہ کیا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ مولوی صاحب نے اس الہام کو مہمل قرار دینے میں کتنی بڑی ٹھوکر کھائی ہے۔ ذیل میں نہایت مختصر طور پر اس پیشگوئی کے مختلف پہلو پیش کر کے بتایا جاتا ہے۔ کہ آہ نادرشاہ کہاں گیا۔ کا الہام نہایت جامع مانع ہے۔ مثلاً (۱) اس میں بتایا گیا تھا۔ کہ ایک زمانہ میں افغانستان آزاد ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کا فرمانروا "امیر" نہیں بلکہ شاہ کہلائے گا۔ (۲) بتایا گیا تھا کہ تخت افغانستان پر ایک شخص رونق افروز ہوگا۔ جو "نادرشاہ" کہلائیگا (۳) بتایا گیا تھا کہ نادرشاہ جب تخت حکومت پر بیٹھیں گے۔ تو وہ اپنی خداداد لیاقت اور تدبیر کی وجہ سے اس قدر اثر اور رسوخ حاصل کرینگے کہ انکی وفات پر ہر شخص رنج محسوس کرے گا۔ (۴) بتایا گیا تھا کہ ان کی وفات کسی غیر معمولی حادثہ سے ہوگی۔ کیونکہ آہ کے الفاظ میں نہ صرف افسوس بلکہ حیرت بھی پائی جاتی ہے۔ اور حیرت ہمیشہ غیر مترقب امر کے متعلق ہوا کرتی ہے۔ (۵) یہ بھی بتایا گیا تھا کہ جب ان کی وفات ہوگی۔ تو ملک کو ان کی غیر معمولی ضرورت محسوس ہوگی۔

پیشگوئی تمام پہلوؤں سے پوری ہوگئی

واقعات بتاتے ہیں کہ یہ تمام پہلو پورے ہو گئے۔ افغانستان

عیدالضحیٰ کے متعلق ضروری مسائل

حضرت اسماعیلؑ کی قربانی

خدا کے برگزیدہ نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رویا میں دکھایا گیا تھا۔ کہ آپ اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو خدا کی راہ میں قربان کر رہے ہیں۔ خواب کی تمثیلی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے اپنے بیٹے سے کہا۔ کہ الٰہی منشاء کے مطابق میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنا چاہتا ہوں۔ سعادتمند فرزند نے سر تسلیم خم کرتے ہوئے عرض کیا۔ کہ آپ کو الٰہی ارشاد کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ لیکن وہ اسمٰعیل جس کی نسل سے نبی آخرالزمان کی بعثت مقدر ہو چکی تھی۔ دنیا سے کیونکر معدوم ہو سکتا تھا۔ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب کی ظاہری تعمیل سے دوسری طرف متوجہ کیا۔ جبکہ آپ نے اپنے بیٹے کو اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت وادی غیر ذی زرع میں چھوڑا۔ ہر سال اسی قربانی کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے عید الضحیٰ منائی جاتی ہے۔ اور لاکھوں قربانیاں کی جاتی ہیں۔ اس عید کے متعلق ضروری مسائل درج ذیل ہیں۔

کچھ کھائے بغیر عید الضحیٰ پر جانا

احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم عیدالفطر پڑھنے کے لئے بغیر کھانا کھائے تشریف نہیں لے جاتے تھے۔ مگر عید الضحیٰ کے موقعہ پر جب تک نماز عید سے فراغت نہ ہو۔ کچھ نہیں کھایا کرتے تھے۔ (ترمذی)

نماز میں جلدی

حضرت براءؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو خطبے میں فرمایا۔ کہ اس دن ہمیں سب سے پہلے نماز پڑھنی چاہیئے۔ اور اس کے بعد واپس جاکر قربانی کرنی چاہیئے۔ جس نے ایسا کیا۔ اس نے ہماری سنت پر عمل کیا۔ اور جس نے نماز سے پہلے ہی قربانی کا جانور ذبح کر دیا۔ وہ قربانی نہیں۔ (بخاری و مسلم)

قربانی عید کے بعد کی جائے

حضرت جندب سے مروی ہے۔ کہ جس نے قربانی کا جانور نماز سے پہلے ذبح کر دیا۔ اسے چاہیئے۔ کہ دوبارہ قربانی کرے۔ اور جس نے صلوٰۃ العید تک انتظار کیا۔ اسے چاہیئے۔ کہ اللہ کے نام پر جانور ذبح کر ڈالے۔ (بخاری و مسلم)

قربانی کے جانور

حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے دو مینڈھے پورے سینگوں والے ذبح کئے۔ اور ذبح کرتے وقت تکبیر پڑھی۔ اور مینڈھے کو زمین پر ایک پہلو پر لٹا کر اس کے مونہہ پر پاؤں رکھا۔ اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا۔ (بخاری و مسلم)

نوٹ:۔ مینڈھوں کے علاوہ اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ کی قربانی کی جاتی ہے۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سوائے مسنہ جانوروں کے کوئی جانور قربانی کے لئے ذبح نہ کرو۔ ہاں اگر ضرورت پیش آئے (مثلاً مسنہ نہیں مل سکتا) تو چھ یا سات ماہ کی بھیڑ بکری کی قربانی ہو سکتی ہے

نوٹ:۔ اونٹ پانچ سال کا اور گائے دو سال کی۔ اور بھیڑ بکری ایک سال کی مسنہ شمار کی جاتی ہے

عیب دار جانور کی قربانی منع ہے

حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دے رکھا تھا۔ کہ ہم قربانی کے جانوروں کے کان اور آنکھیں اچھی طرح دیکھ لیا کریں۔ کان کٹا جانور یا جس کے کان میں سوراخ کیا گیا ہو۔ وہ قربانی کے لائق نہیں ہوتا۔ (ترمذی)

حضرت براء ابن عازب سے مروی ہے۔ کہ لنگڑا جانور جب تک اچھا نہ ہو۔ اور مریض جب تک تندرست نہ ہو۔ اسی طرح کانا جانور قربانی کے لائق نہیں۔ (ترمذی)

حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سینگ ٹوٹے جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے (ترمذی)

قربانی کے جانوروں میں اشتراک

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی معیت میں سفر کر رہے تھے۔ کہ عید الضحیٰ آگئی۔ سو ہم میں سے گائے میں سات اور اونٹ میں دس حصہ دار شامل ہو گئے (ترمذی)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گائے میں سات اور اونٹ میں بھی سات حصے ہو سکتے ہیں۔ (مسلم و ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ)

نوٹ اگرچہ دوسری حدیث میں اونٹ میں سات حصوں کا ذکر ہے۔ مگر عمل عام طور پر پہلی حدیث کے مطابق ہی ہوتا ہے۔

قربانی کی کھالیں

حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مروی ہے۔ کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانوروں کی جھولیں اور کھالوں کے صدقہ کرنے کا ارشاد فرمایا (بخاری)

حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ کہ مجھے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹنی کی نگرانی سپرد کی۔ اور فرمایا۔ کہ اس کا تمام گوشت تقسیم کر دیا جائے۔ اور ساتھ ہی جھل اور کھال بھی اور گوشت سے اس کی بنوائی میں کچھ نہ دیا جائے۔

دوسروں کی طرف سے قربانی کرنا

حضرت عائشہؓ راوی ہیں۔ کہ ہم ذی قعدہ کے ختم ہونے سے پانچ روز قبل آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مصاحبت میں بعزم حج مکہ روانہ ہوئے۔ جب ہم مکہ کے قریب پہنچے۔ تو آپ نے فرمایا جو شخص اپنے ساتھ قربانی نہیں لایا۔ وہ طواف اور سعی بین الصفا والمروہ کرنے کے بعد احرام کھول دے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ یوم النحر کو میرے پاس گوشت لایا گیا۔ تو میں نے دریافت کیا کہ یہ گوشت کیسا ہے۔ تو گوشت لانے والے نے بتایا۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے قربانی کی ہے (بخاری)

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے۔ کہ آپ نے دو مینڈھے ذبح کئے۔ اور کہا۔ اللھم ھٰذا عنی وعمن لم یضح من امتی کہ یہ میری اور میری امت کے ان تمام لوگوں کی طرف سے ہے جو قربانی نہ دے سکیں۔ (ترمذی)

بال ترشوانا

مستحب ہے۔ کہ حجامت قربانی کے بعد بنوائی جائے۔ اور اگر پہلے بنوالی جائے۔ تو بھی کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ ذیل کی حدیث سے ظاہر ہے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ کہ جو لوگ قربانی سے پہلے حجامت بنواتے ہیں۔ ان کے متعلق کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں (بخاری)

ایام حج میں ہر جگہ تکبیریں بہت کثرت سے کہنی چاہئیں۔ اور اسی طرح عیدگاہ کو جاتے ہوئے بھی تکبیر پڑھنا ضروری ہے۔

(خاکسار محمد اسمٰعیل ذبیح سیالکوٹی)

جناب چوہدری ظفراللہ خانصاحب ملتان میں

ملتان ۱۰ مارچ یہاں پچھلے دنوں ایک مقدمہ کے سلسلہ میں جناب چوہدری ظفراللہ خانصاحب بالقابہ تشریف لائے۔ جماعت احمدیہ ملتان نے جناب موصوف کی دعوت کا انتظام جناب چوہدری اعظم علی صاحب سب جج کے مکان پر کیا۔ جس میں بعض رؤسا۔ وکلاء اور اہلکاروں کو بھی مدعو کیا گیا۔ سوال و جواب کے رنگ میں جناب چوہدری ظفراللہ خانصاحب نے نہایت عمدہ اور لطیف پیرایہ میں صداقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بیان فرمائی۔ اور یورپ امریکہ اور افریقہ کے تبلیغی حالات و مشاہدات سنائے۔ آپ نے بعض قانونی نکات بھی بیان فرمائے۔ جن سے وکلاء صاحبان نے خاص طور پر فائدہ اٹھایا۔

گورنمنٹ کالج ملتان میں کالج والوں کی طرف سے جناب چوہدری صاحب کے لیکچر کا انتظام کیا گیا۔ لیکچر انگریزی میں تھا۔ موضوع ہندوستان کا آئندہ نظام حکومت۔ صدر جناب سردار رحم سنگھ صاحب ڈسٹرکٹ و سیشن جج تھے۔ علاوہ کالج کے طلبا اور پروفیسروں کے شہر کے تعلیم یافتہ اصحاب بھی شریک ہوئے۔ جناب چوہدری صاحب نے نہایت عمدہ پیرائے میں لیکچر دیا۔ لیکچر کے بعد سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ جو کہ نصف گھنٹہ جاری رہا۔ جناب چوہدری صاحب کی لیاقت اور قوت بیانیہ کا لوگوں پر خاص اثر ہوا۔ جناب صدر نے چوہدری صاحب کا نہایت شاندار الفاظ میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ چوہدری صاحب ان چند لوگوں میں سے ہیں۔ جو ہندوستان کی بہتری و بہبودی کے واسطے سچے دل سے

حب اٹھرا (رجسٹرڈ) ادارات

اندھیرے گھر کا چراغ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ اس مرض کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ طبیب لوگ اسقاط حمل اور ڈاکٹر صاحبان مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ نہایت ہی موذی بیماری ہے۔ اس نے ہزاروں گھر بے اولاد کر دیئے۔ جو ہمیشہ نونہال بچوں کی آرزو میں غم و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ مولا کریم ہر ایک کو اس موذی مرض سے محفوظ رکھے آمین۔ اس بیماری کا مجرب علاج نظام جان مالک دواخانہ ہذا نے استادی المکرم حضرت نور الدین شاہی طبیب سے سیکھا ہے۔ اور حضور ہی کے حکم سے ۱۹۱۰ء سے پبلک میں شائع کیا۔ اور احتیاطی رنگ میں گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنے دواخانہ کیلئے رجسٹرڈ کرایا ہے۔ تاکہ پبلک کسی اور کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے۔ حب اٹھرا مولانا استادی المکرم نور الدین شاہی طبیب کا مجرب نسخہ ہے۔ یہ نسخہ نہ کوئی اور شخص بنا سکتا ہے اور نہ ہی فروخت کر سکتا ہے۔ ہوشیار رہیں۔ صرف دواخانہ ہذا کے لئے رجسٹرڈ ہے اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں حب اٹھرا کے استعمال سے بچے ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہو کر والدین کیلئے دل کی ٹھنڈک ہوتے ہیں منگوا کر استعمال کرا کر قدرت خدا کا مشاہدہ کریں۔ قیمت فی تولہ ۱۰؍ خوراک ۱۱ تولہ یکدم منگوانے پر ۵؍ علاوہ محصول۔ نصف منگوانے پر صرف محصول معاف۔ نوٹ :۔ ہمارے دواخانہ میں ہر ایک قسم کے مجرب ادویہ برائے امراض زنانہ و مردانہ بچوں اور آنکھوں کیلئے تیار ملتے ہیں۔ آرڈر دیتے وقت بیماری کا مفصل حال تحریر کیا جائے

المشتہر :۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

اللہ حقٌّ جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقا

ایک خادم دیار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط سرٹیفکیٹ

أما بعد: يا إخوان الوطن السلام عليكم اعلموا اني جئت كراسي في شهر شوال سنة ١٣٥٠ راجعا الى المدينة المنورة ومكثت فيه عشرة ايام ذهبت الى فتح كوٹ كمپني واشتريت كٹ پيس حسب الضرورة والحاجة فوجدت صاحب فتح كوٹ كمپني رجلا صالحا صاحب الديانة والامانة وهو رجل شريف صادق في تجارته وكٹ پيس عنده نفيس لا يوجد مثله في كل بلد كراسي واني جئت عنده ثلاث مرات لسبب اخلاقه الحميدة. بارك الله في عمره وماله واصلح حاله بالدوام والسلام. حرره احمد مدني في ٨ شوال سنة ١٣٥٢ هجرية (ترجمہ)

برادران وطن! میں مدینہ جاتے وقت کراچی اُترا دس روز قیام کیا مجھے کچھ کٹ پیس خریدنی تھی فتح کوٹ کمپنی کے مالک سے ملاقات ہوئی اور بقدر ضرورت کٹ پیس خرید حقیقتاً مالک کمپنی ایک شریف نیک دیانتدار اور امانتدار تجارتی معاملہ میں نہایت راستباز صاف گو ہیں انکی کٹ پیس واقعی نہایت عمدہ ہیں جو شہر کراچی میں انکے جیسا مال نہیں میں صرف انکے اخلاق حمیدہ سے متاثر ہو کر تین مرتبہ انکی صحبت سے محظوظ ہوا، دعا ہے کہ خدا انکے مال اور عمر میں برکت دے والسلام۔ احمد مدنی ۸ شوال سنہ ۱۳۵۲ھ

دیکھئے حقیقت، صداقت، راستبازی، اسکو کہتے ہیں، صدہا سرٹیفکٹوں میں سے صرف مشتے نمونہ از خروارے یہ ایک پیش کیا جاتا ہے اگر آپ بھی اسکی تصدیق کرنا چاہتے ہیں تو عید مبارک کے موقعہ پر حسب ذیل گانٹھوں میں سے منگوا کر ضرور معقول خاطر خواہ فائدہ حاصل کیجئے

کٹ پیس کی سب سے چھوٹی گرہستی کار آمد و مفید گانٹھیں

۲۵/- روپیہ والی گانٹھ سے تمام اہل و عیال کا لباس بخوبی تیار ہوتا ہے۔ ہر طبقہ کے لوگ ان سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کرتے ہیں اور تاجر پیشہ اصحاب کے لئے بھی نہایت ہی مفید اور معقول منفعت بخش ہے۔

مکس گانٹھ نمبر 1 وزن پندرہ پونڈ} اس گانٹھ میں وائل پرنٹیڈ، وائل رنگین، پاپلین، جالی، چھینٹ، ململ، ڈوریہ، سلک، لٹھ وغیرہ کے علاوہ بھی دیگر قسم کا کٹ پیس ہوگا۔ ٹکڑے ½۱ گز سے 8 گز تک ہوں گے۔ قیمت صرف ۔۔۔۔۔۔ 25/-/-

مکس گانٹھ نمبر 2 وزن دس پونڈ} اس گانٹھ میں تمام کٹ پیس فینسی وائل پرنٹیڈ فسٹ کوالٹی وائل رنگین فسٹ کوالٹی، لیڈی ساٹن رنگین کلاتھ ریشمی لیڈی سوٹنگ کلاتھ، پاپلین، جالی، چھینٹ فسٹ کوالٹی پاپلین، دھاریدار کپڑا وغیرہ کے علاوہ اور بھی فینسی کٹ پیس ہوگا۔ قیمت 25/-

ضروری :۔ آرڈر کے ہمراہ ۴/۱ قیمت پیشگی آنی نہایت ضروری ہے پیکنگ وغیرہ تمام خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔ کل قیمت پیشگی آنے پر پیکنگ، رجسٹری، مزدوری خرچ معاف ہوگا ٭ ضرور آرڈر بھیجکر فائدہ اٹھائیں ٭ آپ کا پرانا خیر اندیش :۔

مینیجر دی فتح کوٹ کمپنی تھوک کٹ پیس مرچنٹ کھجور لائین کراچی

انگریزی سیکھنے والو!

دیکھئے، مسٹر عبد الرشید صاحب اوورسیر فنٹری (وزیرستان) کیا فرماتے ہیں "میری انگریزی بہت کمزور تھی۔ لیکن جدید انگلش ٹیچر (رجسٹرڈ) کے پڑھنے سے اچھی طرح انگریزی سیکھ گیا ہوں"۔

مسٹر محمد یعقوب فائر انجن ڈرائیور فائر بریگیڈ ریلوے لاہور میں نے پہلے کئی انگلش ٹیچر منگوائے۔ مگر جدید انگلش ٹیچر نہایت ہی پسند آیا ہے۔ کیونکہ یہ واقعی بغیر استاد کے ایک لائق استاد کی طرح انگریزی سکھاتا ہے۔ قیمت صرف ۱؍ علاوہ محصول ڈاک اگر بہت جلد اور نہایت آسانی سے انگریزی نہ سکھائے۔ تو کل قیمت واپس منگوالیں۔

قمر برادرز (رجسٹرڈ) (۹۱) شملہ

ہومیوپیتھک بہترین طریقہ علاج ہے

ہومیوپیتھک ادویات بمقابلہ دیگر ادویات کے بے حد مجرب زود اثر کم قیمت ہیں۔ سخت سے سخت امراض میں فائدہ کرتی ہیں۔ اپریشن اور انجکشن کو بیکار ثابت کرتی ہیں۔ مایوس العلاج مریض بفضل خدا اچھے ہوتے ہیں۔ ضرورت مند توجہ کریں۔ ہر مرض کی دوا موجود ہے۔ شافی خدا ہے۔ ڈاکٹر ایم۔ ایچ۔ احمدی ہومیوپیتھ چتوڑ گڑھ۔ میواڑ

قلیل سرمایہ سے کثیر منافع دینے والی تجارت

اس وقت صرف ہماری منتخب کردہ مقبول عام کٹ پیس گانٹھوں کی ہے۔ جن میں مختلف اقسام کا سوتی۔ سلکی۔ ریشمی پارچہ ہوتا ہے۔ جن کی تجارت سے جوان۔ بوڑھے۔ پردہ نشین مستورات تک فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ نمونہ کی چھوٹی گانٹھیں پچاس روپیہ یک صد یا دو صد کی تجارتی گانٹھیں چوتھائی رقم بھیج کر جلد منگوائیے۔ احمدی احباب سے پانچ فی صدی کم لیا جاوے گا۔

ایس رفیق بھائی تھوک فروشان کٹ پیس جیکب سرکل بمبئی

ماہ مارچ میں امرت دھارا اور اس کے مرکبات ۱/۲ قیمت پر۔ باقی ادویات و کتب نصف قیمت پر منگوائیں!

سرمہ نورانی

جملہ امراض چشم خصوصاً ککروں کے لئے بہترین ثابت ہوا ہے۔ اس کے متعلق شہادتیں ہمیشہ آتی رہتی ہیں۔ چنانچہ جناب بابو فضل احمد صاحب احمدی ڈیرہ اسمٰعیل خاں تحریر فرماتے ہیں۔ میں نے آنکھوں میں ککروں کے لئے بڑے بڑے علاج کئے۔ اور ہر قسم کی دوائیاں استعمال کیں۔ مگر سب سے عمدہ مفید اور سستا علاج مجھے یہی نظر آیا۔ جس کی میں ہر شخص کے پاس سفارش کرتا ہوں۔ سرمہ نورانی ہی وہ دوا میرے تجربہ میں آئی ہے۔ جس کو اگر آنکھ کی تکلیف کے وقت لگایا جائے۔ تو بفضل خدا تکلیف فوراً دور ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کا روزانہ استعمال کیا جائے۔ تو آنکھ کی بصارت کے لئے بہت مفید ہے۔ میں پر زور سفارش کرتا ہوں۔ احباب ایک دفعہ اس کا تجربہ کر کے دیکھ لیں۔ کہ یہ کیسی مفید دوائی ہے۔ قیمت فی تولہ عہ علاوہ پیکنگ و محصولڈاک **دلکشا منجن** و۔ دانتوں اور مسوڑوں کی جملہ امراض کے لئے واحد منجن ہے۔ اس سے پائیوریا جیسی موذی مرض کو بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلد فائدہ ہو جاتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۱۰ر ایک تولہ کے خریدار کے لئے چاہیئے کہ ۲ر کے ٹکٹ روانہ کرے۔ منجن مفت بھیجد یا جائیگا۔ اس منجن کے متعلق مکرمی عبدالسلام صاحب موتی ہاری سے تحریر فرماتے ہیں۔ میں نے قبل ایک شیشی آپ سے اس منجن کی منگوائی تھی۔ بیحد فائدہ ہوا تھا۔ خط دیکھتے ہی فوراً ایک شیشی اور مندرجہ ذیل پتے پر بذریعہ وی پی ارسال کر دیں۔ **دلکشا ہیئر آئل** (رجسٹرڈ) بالوں کی حفاظت اور ان کو لمبے۔ ملائم۔ چمکدار اور مضبوط بنانے میں بہترین تیل ثابت ہو چکا ہے۔ اس سے دائمی سر درد بھی دور ہو جاتی ہے۔ دماغ کو بوجہ بادام روغن کے جزو رکھنے کے طاقت دیتا ہے۔ اس کے متعلق شہادتیں موجود ہیں۔ خواہشمند احباب درخواست بھیجکر منگوا سکتے ہیں۔ قیمت ۴ر اونس عہ ۱۹ اونس عما علاوہ پیکنگ و محصولڈاک۔ کارخانہ کی مکمل فہرست ایک کارڈ لکھکر مفت طلب فرمادیں۔ آرڈر دیتے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ **دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان پنجاب**

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

طب جدید کے کرشمات

معزز برادران: آج طب جدید شرقی اپنے صحیح اصولوں اور سو فیصدی مفید منتخب کردہ ادویات کے باعث ہندوستان کے کونے کونے میں مشہور ہے۔ ہزارہا مایوس مریض طب جدید کے طریقہ علاج سے شفا حاصل کر چکے ہیں۔ بڑے بڑے ڈاکٹر طبیب اپنے مریضوں پر ہماری تیار کردہ ادویات استعمال کرنا فخر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ یہ یقینی مفید۔ زود اثر۔ قلیل الخوراک ہیں۔

اکسیر بواسیر مرض بواسیر نہایت عسر العلاج مرض ہے۔ ہم نے بڑے بڑے تجربات کے بعد اس کا شافی علاج حاصل کیا ہے۔ جس سے سینکڑوں مایوس مریض شفا حاصل کر چکے ہیں۔ بواسیر خونی ہو یا بادی اس کے چند روزہ استعمال سے ہمیشہ کے لئے صحت حاصل کرو۔ اگر ساتھ ہی مسے بھی ہوں۔ تو دوا منگاتے وقت مرہم بواسیر بھی طلب کریں۔ جو مفت دی جاتی ہے۔ جس کے لگانے سے مسے جھڑ جاتے ہیں۔ قیمت خوراک دو ہفتہ دو روپیہ آٹھ آنہ

اکسیر حیات عام لوگوں کا خیال ہے۔ کہ مرض سل۔ دق۔ دمہ۔ لاعلاج امراض ہیں۔ لیکن ہم آپکو یقین دلاتے ہیں۔ کہ کوئی مرض ایسا نہیں۔ جس کا علاج خدا تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا۔ ہاں غلط علاج ہی مرض کو لاعلاج بناتا ہے۔ ہماری اکسیر حیات سے سینکڑوں مریض اپنی تلخ زندگی کو راحت میں بدل چکے ہیں۔ اس کے استعمال سے بخار کھانسی دور ہو جاتی ہے۔ معدہ۔ جگر۔ پھیپھڑے طاقتور ہو جاتے ہیں۔ دمہ کا دورہ مطلق نہیں ہوتا۔ خون صالح بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ دن بدن جسم پر گوشت آکر مریض تندرست طاقتور ہو جاتا ہے۔ دق سل۔ دمہ کے مریض ہماری اس خاص ایجاد سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت خوراک ایک ماہ چار روپیہ

ملنے کا پتہ:۔ **ممتاز الاطباء حکیم مختار احمد احمدی پروپرائٹر دواخانہ طب جدید میو روڈ لاہور**

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

اسمبلی کے متعلق نئی دہلی سے ۱۸ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ یہ سوال پھر زیر بحث آگیا ہے۔ کہ اس کی میعاد میں توسیع کی جائے یا اسے ختم کر کے نئے انتخابات کرائے جائیں۔ غیر سرکاری ارکان چاہتے ہیں کہ موجودہ اسمبلی کو ختم کر دیا جائے۔ لیکن سرکاری حلقوں کی تحقیقات سے ظاہر ہے۔ کہ ابھی اس امر کا کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ آخری فیصلہ کیا ہو۔

نئی دہلی سے ۱۸ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ اخبار درائٹر کو لنڈن سے ایک مکتوب موصول ہوا ہے۔ جو موجودہ وائسرائے ہند لارڈ ولنگڈن کے متعلق اہم انکشافات کا حامل ہے۔ مکتوب میں درج ہے کہ اگر وائٹ پیپر کی سکیم میں کسی قسم کی کمی کی گئی تو لارڈ ولنگڈن شاید مستعفی ہو جائیں۔ کیونکہ ان کے متعلق یہ توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ ملک معظم کی حکومت کو صاف طور پر کہدیں گے۔ کہ اگر وائٹ پیپر کی سکیم کو منظور نہ کیا گیا۔ تو پھر ان کا ہندوستان واپس آنا فضول ہے۔

مدراس پریذیڈنسی کی گورنری کے متعلق نئی دہلی سے ۱۸ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ لارڈ ونٹرٹن کو پیش کی گئی ہے جو اس زمانہ میں جبکہ لارڈ پیل وزیر ہند تھے۔ نائب وزیر ہند کے عہدہ پر فائز رہ چکے ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ لارڈ ونٹرٹن اس عہدہ کو قبول کر لیں گے۔

گاندھی جی نے ۱۸ مارچ کو پٹنہ میں سنٹرل ریلیف کمیٹی بہار کے اجلاس میں مصیبت زدگان زلزلہ کی امداد کے لئے بہار ریلیف کے سلسلہ میں حکومت سے تعاون کرنے کا ریزولیوشن پیش کیا۔ جو کسی قدر مخالفت کے بعد منظور ہو گیا۔

کراچی سے ۱۷ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ ایک مکان کی چوتھی منزل کے برآمدہ میں ایک عورت بیٹھی برتن صاف کر رہی تھی۔ کہ اس کا دس سالہ بچہ دوڑا ہوا اس کی طرف آیا۔ مگر اچانک برآمدہ سے ۵۰ فٹ کی بلندی سے نیچے گر پڑا۔ اتفاق ایسا ہوا۔ کہ بچہ ایک عورت کے اوپر گلی میں جا گرا۔ جو کسی خوانچہ والے سے سودا خرید رہی تھی۔ عورت اور بچہ دونوں بچ گئے۔ صرف خفیف ضربات آئی ہیں۔

کپورتھلہ کے ہندوؤں اور سکھوں نے ۱۸ مارچ کو ہڑتال کی۔ اور بیاز جلوس نکالے۔ پولیس اس وقت تک ۵۲ اشخاص کو گرفتار کر چکی ہے۔

آسام کونسل میں ۱۸ مارچ کو ایک زراعتی کالج کے قائم کئے جانے کے متعلق تحریک پیش کی گئی۔ وزیر تعلیم نے ممبران کو یقین دلایا۔ کہ جب گورنمنٹ کے پاس روپیہ ہوگا۔ تو اس مطالبہ پر ہمدردانہ غور کیا جائے گا۔

لنڈن سے ۱۷ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ فرانس اور جرمنی دونوں نے تخفیف اسلحہ کے متعلق اپنی تجاویز کانفرنس میں بھیج دی ہیں۔ جرمنی نے اپنے نوٹ میں لکھا ہے کہ جرمنی صلح کا حامی ہے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے صرف مصمم ارادہ کی ضرورت ہے۔ فرانس کے دل میں کئی باتوں کے متعلق بے بنیاد شبہات موجود ہیں۔ لیکن جرمنی تخفیف اسلحہ کے سوال کے حل ہو جانے کے بعد لیگ اقوام کے ساتھ اپنے تعلقات پر دوبارہ غور کرنے کے لئے تیار ہے۔

جموں سے ۱۸ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ گورنمنٹ گزٹ کی ایک غیر معمولی اشاعت کے ذریعہ جوڈیشل منسٹر کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ میرپور اور رنبیر سنگھ پورہ کے دس مواضعات شورش زدہ قرار دئے گئے ہیں۔ اور وہاں تعزیری پولیس قائم کی جائے گی۔

صوفیہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں کی یونیورسٹی نے امتحانات کا معیار تبدیل کر دیا ہے۔ جس پر احتجاج کرتے ہوئے پانچ ہزار طلباء نے ہڑتال کر دی۔ اس معاملہ میں طلباء میں بھی باہم آویزش ہو گئی۔ جس کے نتیجہ میں تیس طلبہ مجروح ہو گئے۔ حکام نے یونیورسٹی بند کرنے کی دھمکی دی ہے۔

ڈاکٹر سیف الدین کچلو جیل سے رہا ہونے کے بعد ۱۸ مارچ جب امرتسر پہنچے۔ تو ان کا جلوس نکالا گیا۔ جس میں بیس ہزار کے قریب لوگ شامل ہوئے۔

برسبین کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ شمالی کوئینزلینڈ میں زبردست آندھیاں آ رہی ہیں۔ جن سے اس وقت تک ۵۰ نفوس ہلاک ہو چکے ہیں۔ سمندر میں کئی کشتیاں بہہ گئی ہیں۔ اور تقریباً ایک ہزار پونڈ کا مالی نقصان بھی ہو گیا ہے۔

جی آئی پی ریلوے نے بمبئی کی ایک اطلاع کے مطابق پچاس میل سے زیادہ سفر کے لئے تیسرے درجہ کے کرایہ میں چودہ فیصدی سے تینتیس فی صدی تک تخفیف کر دی ہے۔ جدید شرح کرایہ مارچ کے بعد سے جاری کی جائے گی۔ اسی تاریخ سے روئی کی گانٹھوں پر شرح کرایہ میں بھی ایک روپیہ ایک آنہ فی گانٹھ کمی کی جائے گی۔

آسٹریلیا کی گورنمنٹ نے جرمنی سے خارج شدہ تیس ہزار یہودیوں کو اپنے ملک میں آباد ہونے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ کیونکہ اس سے بین الاقوامی مشکلات پیدا ہونے کا امکان ہے۔

بنگال کونسل میں اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ بنگال میں تحریک سول نافرمانی کے آثار ہیں یا نہیں۔ ہوم ممبر نے بتایا۔ کہ یکم اگست ۱۹۳۳ء اور ۳۱ جنوری ۱۹۳۴ء کے درمیانی عرصہ میں ۱۲۶ اشخاص کو اس جرم میں سزا ہوئی ہے۔

مہاراجہ کشمیر اور گورنمنٹ ہند کے درمیان دہلی سے ۱۹ مارچ کی ایک اطلاع کے مطابق چند دنوں سے ایک اہم پولیٹیکل گفتگو ہو رہی تھی۔ اس کانفرنس میں مہاراجہ کشمیر۔ نواب صاحب بھوپال۔ کرنل کالون۔ سرسی پی رام سوامی آئر۔ کرنل مسکر۔ اور چند اور سرکردہ اصحاب شامل تھے۔ گورنمنٹ ہند کی طرف سے بھی نمائندے شامل ہوئے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ کانفرنس میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ ریاستوں کو آل انڈیا فیڈریشن میں شامل ہونے کے قابل بنانے کے لئے سب سے پہلے ریاست کشمیر میں وہ کانسٹی ٹیوشن جاری کیا جائے۔ جو اس وقت برطانوی ہند میں ہے۔ اور اس طرح وہاں جمہوری طرز حکومت کی بنا رکھی جائے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس تجویز کو وائسرائے ہند اور وزیر ہند نے بھی منظور کر لیا ہے۔ اور چند دنوں تک مہاراجہ صاحب بہادر کی طرف سے اس کا اعلان ہو جائے گا۔

سرحدی کونسل میں ۱۹ مارچ کو بتایا گیا۔ کہ گذشتہ سال ملیریا سے صوبہ سرحد میں پانچ ہزار اشخاص ہلاک ہوئے۔

بھائی پرمانند کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سرجارج شسٹر نے ۱۹ مارچ کو اسمبلی میں بتایا۔ کہ جتنی کھانڈ یکم اپریل ۱۹۳۴ء کو یا اس کے بعد کارخانوں سے نکلیگی۔ اس پر ایکسائز ڈیوٹی لگائی جائیگی۔ خواہ وہ کھانڈ یکم اپریل سے پہلے ہی کیوں نہ تیار کی گئی ہو۔

اچھوت ادہار فنڈ کے لئے گاندھی جی جو آج کل دورہ کر رہے ہیں۔ نئی دہلی سے ۱۹ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ اب تک انہیں اس فنڈ کے لئے تین لاکھ ۵۷ ہزار روپیہ حاصل ہوا ہے۔ اس میں وہ رقم بھی شامل ہے۔ جو سونے چاندی کے زیورات کی فروخت سے حاصل ہوئی۔

بمبئی کونسل میں رائے بہادر ایس کے بولے نے ایک بل پیش کیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ ہندو مندروں میں لڑکیوں کو دیو داسی بنا کر رکھنے کی رسم کا خاتمہ کر دیا جائے۔ آپ نے کونسل میں تقریر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ چاہے اس کی ابتدا کہیں سے ہو۔ یہ ایک بری رسم ہے۔ اور اسکی وجہ سے بہت سی لڑکیوں کی زندگی بدمعاشی کی زندگی بن جاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس بد رسم کا قلع قمع کیا جائے۔ پیش کردہ بل کے مطابق کسی لڑکی کو دیو داسی بنانے یا اس میں حصہ لینے یا اس کی ترغیب دینے والے کو ایک سال قید یا جرمانہ [illegible] دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی